ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

الحمد للہ والمنۃ کہ بفضل رحمانی و امداد یزدانی

رسالہ موسومہ بہ

حقوق المسلمین

حجۃ الاسلام امام ابو حامد

بغرض افادۂ اہل اسلام

باہتمام انجمن نعمانیہ لاہور بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الثانی در سنہ ۱۳۲۳ھ

در مطبع [illegible] باہتمام منشی [illegible] مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تیسری فصل

مسلمانوں اور یگانوں اور ہمسایوں اور لونڈی غلاموں کے حقوق اور اُنسے

پیش آنے کی کیفیت کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے کہ انسان یا تنہا رہتا ہے یا غیر کے ساتھ اور چونکہ انسان کا تنہا رہنا بدوں اختلاط اپنے ہم جنس کے دشوار ہے اس لیے اُس کو اختلاط کا طریق سیکھنا بھی ضرور ہے اور ملنے والے کیساتھ ادب اُسی قدر ہوتا ہے جتنا اُس کا حق ہو اور حق اس قدر ہوتا ہے جتنا اسکا علاقہ ہو جس سے کہ اختلاط ہوا ہے اور علاقہ یا تو قرابت کا ہوگا جو سب سے خاص ہے یا اسلام کی اخوت کا جو سب سے عام ہے یا ہمسائگی یا سفر خواہ مدرسہ کی صحبت یا دوستی کا اور ان علاقوں میں سے ہر ایک کے بہت سے درجے ہیں مثلاً قرابت کا کوئی حق ہے مگر قریب اگر محرم ہوگا تو اُسکا حق زیادہ ہے اور جس قدر محرم کا حق ہے اُس سے زیادہ والدین کا حق ہے۔ اسی طرح ہمسایہ کا حق مکان کے نزدیک اور دُور ہونے کے موافق مختلف ہوتا ہے اور فرق اُس صورت میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی نسبت کر اُسکو لحاظ کریں مثلاً بیگانہ شہروں میں ہمسایہ وطن کے رشتہ دار کا قائم مقام ہوتا ہے کہ شہر میں ہمسائگی کا حق اُسی کو حاصل ہے یہی حال مُسلمان کے حق کا ہے کہ جتنی معرفت اور شناسائی زیادہ ہوگی اُسی قدر حق زیادہ ہوگا مثلاً

جس سے سنکر جان پہچان ہے۔ اُسکے حق کی نسبت کہ اُسکا زیادہ حق ہے جس سے صورت شناسی ہے اور شناسائی ہونے کے بعد اختلاط سے اُسکا استحکام ہوجاتا ہے اسی طرح صحبت کے درجات بھی مختلف ہیں۔ مثلاً صحبت درس اور مکتب کا حق بہ نسبت صحبت سفر کے موکد تر ہے اور یہی حال دوستی کا ہے کہ متفاوت ہوا کرتی ہے یعنی جب قوی ہوجاتی ہے تو اخوت ہو جاتی ہے اور اُس سے بڑھتی ہے تو محبت ہوتی ہے اور اُس سے تجاوز کرتی ہے تو خلت ہوجاتی ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خلیل بہ نسبت حبیب کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اِس لیئے کہ محبت اُسکو کہتے ہیں جو دل میں جگہ کرے اور خلت وہ ہے جو دل کی رگ رگ میں پیوستہ ہوجائے تو جو خلیل ہوگا وہ حبیب بھی ہوگا۔ اور یہ نہیں کہ جو حبیب ہو وہ خلیل بھی ہو اور تجربہ اور مشاہدہ سے دوستی کے درجات کا متفاوت ہونا ظاہر ہے اور خلت کو جو ہم نے اخوت سے زیادہ کہا۔ اُس کے معنی یہ ہیں کہ خلت ایسی حالت کا نام ہے جو اخوت کی نسبت کر کامل تر ہے۔ اور اُسکو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد سے پہچانتے ہیں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ اِس لیئے کہ خلیل اُسکو کہتے ہیں کہ محبت محبوب کی اُس کے دل کی تمام اجزا ظاہری اور باطنی میں گھس جائے اور تمام دل کو گھیرلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو بالکلیہ بجز محبت الٰہی کے اور کسی چیز نے نہیں گھیرا تھا۔ اس لیے خلت میں شرکت نہ ہوسکی۔ باوجودیکہ آپ نے حضرت علی رض کو بھائی بنایا اور ارشاد فرمایا عَلِيٌّ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا النُّبُوَّةَ تو حضرت مرتضیٰ علی کے لیے نبوت سے عدول فرمایا جیسے حضرت صدیق کیلیے خلت سے پس حضرت صدیق رض اخوت میں حضرت علی مرتضیٰ رض کے شریک رہے اور اِس امر

میں بڑھے رہے کہ آپ کو قربت اور لیاقت خلت کی حاصل تھی۔ بشرطیکہ خلت میں شرکت کی گنجائش ہوتی کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لیاقت پہ آگاہ کرنے کو فرمایا۔ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے خلیل اور حبیب دونوں ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ آپ ایک روز فرحان اور شادان منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجکو خلیل کیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل کیا پس میں اللہ تعالےٰ کا حبیب ہوں اور میں اسکا خلیل ہوں۔ اس تقریر سے معلوم ہؤا کہ شناسائی سے پہلے کوئی اور علاقہ نہیں اور خلت کے بعد کوئی درجہ نہیں اور ان دونوں کے سوا جو اور مدارج ہیں وہ ان دونوں کے درمیان میں ہیں اور ہم حق صحبت اور اخوت کو بیان کرچکے اور محبّت اور خلت وغیرہ جو اور چیزیں ہیں وہ سب انھیں میں آگئیں مگر جس قدر محبّت اور اخوت کے مراتب میں تفاوت ہوتا ہے اُسی قدر اُن حقوق مراتب میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ جیسا پہلے مذکور ہؤا یہاں تک اقتضائے حقوق یہ ہے کہ محبوب کو اپنے نفس اور مال سے ترجیح دے جیسے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اپنے نفس اور مال کو لٹایا اور حضرت طلحہؓ نے اپنے بدن کو آپکے تن مبارک کا سپر بنایا اور ہم اب یہ چاہتے ہیں کہ اخوت اسلامی اور اقربا اور ہمسایہ اور لونڈی غلاموں کے حقوق لکھیں اس لیئے اس فصل کو چار بیانوں میں منقسم کیا ہے۔

بیان اوّل

مسلمانوں کے حقوق میں مجمل حقوق یہ ہیں کہ مسلمان سے جب ملاقات ہو اُسکو سلام کرنا اور جب پکارے اُس کا جواب دینا اور چھینکے تو جواب یرحمک اللہ کہنا اور

بیمار ہو تو عیادت کرنی اور مرجائے تو جنازہ پر جانا اور اگر تمپر قسم کھالے تو اسکی قسم کو سچا کرنا اور نصیحت چاہے تو اس کو بہتر بات بتانی اور اس کے پیٹھ پیچھے اسکو برا نہ کہنا۔ اور اس کے لیئے وہ بات پسند کرنی جو اپنے لیئے پسند ہو اور اس کے حق میں وہ بات بری سمجھنی جو اپنے حق میں بری لگے اور یہ سب امور احادیث و آثار میں وارد ہیں اور حضرت انس رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حقوق سے چار باتیں تجھپر لازم ہیں۔ اول یہ کہ نیکی کرنے والے کی مدد کرے۔ دوم گناہ کرنیوالے کے لیئے مغفرت چاہے۔ سوم اُن کے بدنصیب کے لیئے دعا مانگے۔ چہارم اُن میں کے تائب سے محبت رکھے۔ اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے ارشاد رحماء بینھم کے معنے یہ ہیں کہ نیک آدمی بدکار کیلیئے دعا مانگے اور بدکار نیک کیواسطے یعنی جب بدکار شخص امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نیک کو دیکھے تو یوں دعا مانگے الہی تو نے جو اسکو خیر عنایت کی اسکو اسمیں برکت کر اور اسکو اسی پر ثابت رکھ اور ہمکو اس سے فائدہ عنایت فرما اور جب نیکبخت کسی بدکار کو دیکھے تو یہ دعا مانگے الہی اسکو ہدایت اور توفیق توبہ عنایت فرما اور اسکی خطا معاف کر اب حقوق کو مشرح لکھتے ہیں۔ **اول حق** یہ ہے کہ جمیع اہل ایمان کے لیے وہی بات چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور اُن کے لیے وہی بات بری سمجھے جو اپنے لیے بری سمجھتا ہے۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ مِنْهُ تَدَاعٰى سَائِرُهٗ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ اور حضرت ابو موسے آپ سے راوی ہیں کہ فرمایا اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا **دوسرا حق** یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے فعل یا قول سے ایذا نہ دے

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ
اور ایک بڑی حدیث شریف ہیں جو فضیلت کی باتوں کے لیے حکم فرمایا ہے۔
اُس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر تجھ سے یہ امور نہ بن پڑیں تو اتنا ہی کردے کہ لوگوں کو
بدی مت پہونچا کہ یہ ایک صدقہ ہے کہ تو نے اپنی طرف سے خیرات کیا۔ اور فرمایا
اَفْضَلُ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ اور فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ
مُسلم کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ اور اُسکا رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا
کہ مُسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مُسلمان بچے رہیں۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ پھر
مومن کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس سے اہل ایمان اپنی جانوں اور مالوں کے باب
میں مامون ہوں اُنھوں نے عرض کیا کہ پھر مہاجر کون ہیں فرمایا کہ جو بُرائی کو چھوڑ دے
اور اُس سے اجتناب کرے۔ اور ایک شخص نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض
کیا کہ اسلام کیا چیز ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار
ہو اور مُسلمان تیرے ہاتھ اور زبان سے سلامت رہیں اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ دوزخیوں
پر خارش مسلّط کی جاوے گی پھر وہ اتنا کھجلاویں گے کہ اُن میں سے کسی کی ہڈی ظاہر
ہو جاوے گی اور چمڑا اور گوشت اُڑ جاویگا۔ اُسکو کوئی نام لے کر پکارے گا کہ تجکو اسکی
تکلیف ہے یا نہیں وہ کہے گا۔ کہ ہاں بہت تکلیف ہے۔ جواب ملے گا کہ یہ اُس کی
سزا ہے کہ تو اہل ایمان کو ستایا کرتا تھا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ کہ
مین نے ایک شخص کو جنّت میں مزہ سے کروٹیں لیتا دیکھا اُس نے راہ میں سے ایک
درخت کاٹا تھا جو لوگوں کو ایذا دیتا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آنحضرت
صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجکو کچھ تعلیم فرمائیے جس کی تعمیل سے میں نفع

اُٹھاؤں آپ نے فرمایا اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جو کوئی مسلمانوں کی راہ میں سے ایسی چیز دُور کر دے جو اُن کو ستاتی ہو تو اللہ تعالےٰ اُس کے لیے اُس کے عوض میں ایک نیکی لکھے گا اور جس کے لیے خدا تعالےٰ ایک نیکی لکھے گا۔ اُس کے لیے اُس نیکی کے سبب سے جنّت واجب کر دیگا اور فرمایا کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی طرف ایسی نگاہ سے اشارہ کرے جس سے اُس کو ایذا ہو۔ اور فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ مسلمان کو ڈراوے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اہل ایمان کے ایذا دیئے جانے کو بُرا جانتا ہے۔ اور ربیع بن خثیم کہتے ہیں کہ آدمی دو قسم ہیں۔ ایک اہلِ ایمان اُن کو تو ایذا مت دو۔ دُوسرے جاہل اُس کے ساتھ جاہل مت بنو۔ **تیسرا حق** یہ ہے کہ ہر مسلمان سے تواضع کرے اور اُس پر تکبّر نہ کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ یہاں تک فروتنی کرو کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔ پھر اگر دُوسرا شخص آدمی پر فخر کرے تو اُس کو تحمّل کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ارشاد فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ اور ابن ابی اوفیٰ سے یہ حدیث مروی ہے كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْنَفُ وَلَا يَسْتَكْبِرُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ حَاجَتَهٗ۔ **چوتھا حق** یہ ہے کہ ایک مسلمان کی چغلی دُوسرے سے نہ کھائے اور جو کچھ ایک سے سُنے وہ دوسرے کو نہ پہنچائے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ اور خلیل بن احمد کہتے ہیں کہ جو شخص تجھ سے دُوسروں کی چغلی کھائے گا وہ تیری چغلی دُوسروں سے کھائے گا اور جو تجھ سے غیروں کی خبر کہے گا وہ تیری خبر غیروں سے کہے گا۔ اسی مضمون کو

سعدی رح فرماتے ہیں سہ ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد * بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد * **پانچواں حق** یہ ہے کہ جس شخص سے شناسائی ہو اُس سے اگر کبیدگی کی صورت ہو جاوے تو تین دن سے زیادہ ترک ملاقات نہ کرے کہ ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ اور فرمایا مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا عَثْرَتَہٗ اَقَالَہُ اللہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو فرمایا۔ کہ چونکہ تم نے اپنے بھائیوں کی خطا معاف فرمائی اس لیے میں نے تمھارا ذکر ذاکروں میں بلند کردیا۔ اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللہِ فَیَنْتَقِمُ لِلہِ اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جب کسی آدمی نے اپنا مظلمہ معاف کردیا تو اللہ تعالےٰ نے اُس کی عزّت ہی بڑھائی ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مَا نَقَصَ مَالٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ وَمَا زَادَ اللہُ رَجُلًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا مِنْ اَحَدٍ تَوَاضَعَ لِلہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللہُ **چھٹا حق** یہ ہے کہ اگر بن سکے تو ہر شخص پر حتّی الوسع احسان ہی کرے یہ تمیز نہ کرے کہ لائق احسان کون ہے اور عدم لیاقت کس میں ہے۔ حضرت امام زین العابدین اپنے باپ سے اور وُہ اپنے دادے علیہم السّلام سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قابل سلوک پر بھی احسان کرو اور ناقابل پر بھی۔ کیونکہ اگر احسان ایسے شخص کو نہ پہونچے گا جو قابل احسان ہو تو تم تو بہر حال قابل احسان ہو اور اسی روایت سے یہ حدیث شریف منقول ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایمان کے بعد عقل کی اصل لوگوں سے دوستی کرنی اور ہر نیک و بد سے سلوک کرنا ہے اور

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کا دستِ مبارک پکڑ لیتا تو آپ اپنا ہاتھ اُس سے نہ چھوڑاتے۔ یہاں تک کہ وُہ خود ہی چھوڑ دیتا اور آپ کا زانوئے مبارک جلیس کے زانو سے نکلا ہوُا معلوم نہ ہوتا۔ اور جو کوئی آپ سے گفتگو کرتا اُس کی طرف آپ متوجّہ ہوتے۔ پھر اُس کی طرف سے روئے مُبارک نہ پھیرتے۔ یہاں تک کہ وُہ گفتگو سے فارغ نہ ہو لیتا۔ **ساتواں حق** یہ ہے کہ کسی مُسلمان کے پاس بدُوں اُس کی اجازت کے نہ جاوے بلکہ تین بار اجازت چاہے۔ اگر وُہ اجازت دے تو فبہا اور اگر وُہ اجازت نہ دے تو واپس چلا آوے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اجازت لینا تین بار ہے۔ اوّل بار میں وُہ چُپکے ہو جائیں گے اور دُوسری میں مشورہ بُلانے کا کریں گے اور تیسری میں خواہ اجازت دینگے یا کہدیں گے کہ چلے جاؤ۔ **آٹھواں حق** یہ ہے کہ سب لوگوں سے خوش خُلقی سے پیش آوے۔ ہر شخص کی لیاقت کے موافق گفتگو کرے۔ اگر جاہل سے علم کی باتیں اور عاجز کے ساتھ تقریر دقیق پیش کرے گا۔ تو خود بھی تکلیف ہو گی اور دُوسرے کو ایذا دیگا ؎ باہیچ نہ فہم لاف معنی چہ زنی ✽ طفلانہ بہ طفل گفتگو باید کرد۔ **نواں حق** یہ ہے کہ بوڑھوں کی عزّت کرے اور لڑکوں پر رحم کرے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَلَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا اور لڑکوں پر تلطّف کرنا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دستور تھا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ اور بوڑھوں کی تعظیم کا تتمّہ یہ ہے کہ اُن کی اجازت کے بدُوں اُن کے سامنے کلام نہ کرے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جہینہ کا قافلہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوُا اُن میں سے ایک لڑکا بولنے

کے لیے کھڑا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر بڑا شخص کہاں ہے کہ
وہ گفتگو کرے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جوان آدمی کسی بوڑھے کی
تعظیم کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کے لیے بوڑھے کی عمر میں پہونچنے پر کسی کو مقرر کردیتا
ہے کہ اُس کی تعظیم کرے۔ اِس میں زندگی کے دوام کی خوشخبری ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ بوڑھوں کی تعظیم کی توفیق اُسی کو ہوتی ہے جس کے لیے اللہ تعالےٰ نے عمر کی
زیادتی لکھدی ہے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں
تک کہ لڑکا موجب غصہ نہ ہو جاوے اور مینہ باعث نہ جمنے سبزہ کا اور گرم ہونے ہوا
کا اور پاجی ہر طرف بہ نہ نکلیں اور کریم غائب نہ ہو جاویں اور چھوٹا بڑے اور لئیم آدمی
کریم پر جرأت نہ کرنے لگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے اور
لڑکے آپ کو ملتے تو اُن کے پاس آپ توقف فرماتے اور لوگوں سے کہتے کہ انکو میرے
پاس لاؤ جب وہ پاس آتے تو کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے بٹھلا لیتے اور کسی کے لیے صحابہ رضؓ
کو اجازت فرماتے کہ تم اُٹھا لو تو اکثر آخر کو لڑکے فخر کیا کرتے اور ایک دوسرے سے کہتا
کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے آگے بٹھلایا اور تجھ کو پیچھے سوار
کیا اور بعض یوں کہتے کہ صحابہ رضؓ سے کہدیا کہ تم کو اپنے پیچھے سوار کرلیں اور چھوٹے بچوں کو
جو آپ کی خدمت میں دعا اور برکت اور نام رکھنے کو لاتے تو آپ کی گود میں انکو لٹا
دیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ بچہ آپ کے اوپر پیشاب کردیتا اور جو شخص دیکھتا ہوتا وہ بچہ کو
للکارتا تو آپ اُس شخص کو ارشاد فرماتے کہ اُس کا پیشاب بندمت کرو اور اُسکو ویسے
ہی رہنے دیتے یہاں تک کہ بالکل پیشاب کرچکتا۔ پھر اُس کے لیے دعا کرتے اور اُسکا
نام رکھتے یہاں تک کہ اُس کے گھر والے خوش ہو جاتے اور یہ گمان نہ کرتے کہ آپ کو

اُس کے پیشاب سے ایذا ہوئی اور جب وُہ چلے جاتے تب اپنا کپڑا دھوڈالتے۔ دسواں حق یہ ہے کہ سب خلق کے ساتھ ہشاش بشاش اور نرم رہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ دوزخ کس شخص پر حرام ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اُس پر حرام ہے جو نرم اور منکسر اور آسان گیر اور ملنسار ہو۔ اور حضرت ابُو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ آسانی والے اور کشادہ پیشانی کو دوست رکھتا ہے۔ اور کسی نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مجکو ایسا عمل بتادیجئے کہ مجھ کو جنّت میں داخل کرے آپ نے فرمایا کہ مُوجبات مغفرت کی یہ باتیں ہیں بذل سلام[ف۱] اور خوبی کلام۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نیکی ایک ادنیٰ چیز ہے یعنی خندہ پیشانی اور نرم گفتار رہنا۔ اور ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔ اور فرمایا کہ جنّت میں چند دریچے ہیں کہ اُن کے باہر کی چیز اندر سے اور اندر کی باہر سے معلُوم ہوتی ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ کن لوگوں کے لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو کلام اچھی طرح کرے اور کھانا کھلائے اور رات کو اُس وقت نماز پڑھے کہ لوگ سوتے ہوں اور حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مجکو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجکو وصیّت کرتا ہوں خدائے تعالےٰ سے ڈرنے اور راست گفتاری اور وفاء عہد اور ادائے امانت اور ترک خیانت اور ہمسایہ کی رعایت اور یتیم پر رحمت اور نرم بولنے اور سلام کرنے اور تواضع کرنے کی۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت راہ میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ہوئی اور عرض کیا کہ مجکو خدمتِ اقدس میں کچھ عرض کرنا ہے

ف۱ ہر ایک مسلمان آشنا و ناآشنا سے ملاقات کے وقت سلام کرنا۔ ۱۲

اور آپ کے ہمرکاب اُسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم تھے آپ نے اُس سے فرمایا کہ کوچوں کی جونسی طرف میں تیرا دل چاہے بیٹھ جا۔ میں تیرے پاس بیٹھکر سن لوں گا۔ اُس نے ویسا ہی کیا آپ اُس کے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ جو کچھ اُس کو کہنا تھا اُس نے کہدیا۔ اور وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ستر برس اِس طرح روزے رکھے کہ ساتویں روز افطار کرتا اُس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی کہ مجکو یہ دکھلادے کہ شیطان آدمیوں کو کس طرح بہکاتے ہیں جب بہت عرصہ گذرا اور اُس کی دُعا مقبول نہ ہوئی تو اُسنے کہا جو خطا میرے اور میرے پروردگار کے معاملہ میں مجھ سے ہوئی ہے۔ اگر میں اُس پر اطلاع پاتا تو میرے حق میں اِس دُعا کے مانگنے سے بہتر ہوتا۔ اِتنے میں اللہ تعالےٰ نے اُسکے پاس ایک فرشتہ بھیجا اُس نے اُس سے کہا کہ مجکو اللہ تعالےٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ یہ کلام جو تو نے کیا میرے نزدیک تیری گذشتہ عبادت کی نسبت کہیں بہتر ہے اور اللہ تعالےٰ نے تیری آنکھیں کھولدی ہیں اب تو دیکھلے اُسنے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ آدمیوں میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے گرد شیطان مکھیوں کی طرح نہ ہوں اُسنے عرض کیا کہ الٰہی اِن سے کون بچتا ہے ارشاد ہوا کہ پرہیزگار اور نرم شخص بچتا ہے

گیارھواں حق یہ ہے کہ جس مُسلمان سے کوئی وعدہ کرے اُسکو پورا کرنا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ عطا ہے اور فرمایا کہ وعدہ قرض ہے اور فرمایا ثَلٰثٌ فِی المنافقِ اذا حدَّثَ کَذَبَ واذا وعد خلف واذا اؤتمن خان اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ثَلٰثٌ مَن کُنَّ فیہ فھو منافقٌ وَاِن صلّٰی وصام اذا حدّث کذب الخ

بارھواں حق یہ ہے کہ لوگوں کا عوض اپنے نفس سے لے۔ اور اُن کے ساتھ وُہی کام کرے جسکو چاہے کہ لوگ اُسکے ساتھ کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے ایمان کو پورا نہیں کرتا جب تک اُس میں تین خصلتیں نہوں
اوّل مفلسی کے ہوتے ہوئے خرچ کرنا دوم اپنے نفس سے انتقام لینا سوم سلام کرنا اور ایک
حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ دوزخ سے دُور رہے اور جنت میں داخل ہو
تو چاہیئے کہ ایسے حال میں مرے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دے رہا
ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ کام کرے جسکو خود اپنے ساتھ دُوسروں سے چاہتا ہو اور حضرت
ابو درداءؓ کو فرمایا کہ اپنے جلیس کی ہم نشینی اچھی طرح کر کہ تو ایماندار ہو جائیگا اور لوگوں کے
لیے وُہ بات پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے کہ تو مسلم ہو جائے گا۔ اور حضرت حسنؓ فرماتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو وحی بھیجی کہ چار باتیں کہ جو تمھارے لیئے
اور تمھاری اولاد کے لیے سب باتوں کی اصل ہیں اور اُن میں سے ایک خاص میرے لیئے ہے
اور ایک خاص تیرے لیے اور ایک مشترک ہے مجھ میں اور تجھ میں اور ایک تجھ میں اور مخلوق
میں مشترک ہے جو بات کہ خاص میرے لیے ہے وُہ یہ ہے کہ تو میری عبادت کرے اور میرا
شریک کسی کو نہ کرے اور جو تیرے لیے خاص ہے وُہ تیرا عمل ہے کہ اُس کی جزا تجکو ایسے
وقت میں دُوں گا کہ تجکو اپنے عمل کی اُس وقت شدت سے حاجت ہو اور جو بات تجھ میں اور
مجھ میں مشترک ہے وُہ یہ ہے کہ تو دُعا مانگے اور میں قبول کروں اور جو تجھ میں اور مخلوق
میں ہے وہ یہ ہے کہ تو اُن کی صحبت اُس امر سے کرے جس سے تو چاہتا ہے کہ وُہ تیرے ساتھ
رہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے درخواست کی کہ الٰہی تیرے بندوں میں سب سے عادل
زیادہ کون ہے فرمایا کہ جو لوگوں کا عوض اپنے نفس سے لیوے۔ **تیرھواں حق** یہ ہے کہ
جس شخص کے لباس اور صورت سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص بڑے رتبہ کا ہے تو اُسکی تعظیم
زیادہ کرے یعنی ہر ایک شخص کے ساتھ اُس کے مرتبہ کے موافق پیش آنا چاہیئے مروی ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ کسی سفر میں ایک منزل میں اُتریں اُتنے میں اُنکا خاصہ آیا
اور ایک سائل مانگنے آیا آپنے فرمایا کہ اِس مسکین کو ایک روٹی دیدو پھر ایک شخص سوار آیا
آپنے فرمایا کہ اُسکو بلاؤ اور کھانا کھلاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپنے مسکین کو تو دیکر ٹال دیا
اور اُس کو بلواتی ہو۔ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آدمیوں کا ایک رُتبہ بنایا ہے۔ ہمکو بھی
اُن کو اُسی مرتبہ پر رکھنا چاہیئے وہ مسکین تو ایک روٹی پر راضی ہو گیا مگر ہم کو نامناسب ہے
کہ اِس توانگر کو اِس صورت پر ایک روٹی دیدیں۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وسلّم کسی اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور آپکے اصحاب اِس قدر آپ کی خدمت میں
حاضر ہوئے کہ حجرۂ شریف بھر گیا پھر جریر بن عبداللہ بجلی تشریف لائے اندر جگہ نہ پائی
تو دہلیز پر بیٹھ گئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر اُن کے
پاس پھینکدی اور فرمایا کہ اِس چادر پر بیٹھ جاؤ۔ جریرؓ نے اُس کو لے کر آنکھوں سے
لگایا اور اُسکو بوسہ دے کر رونے لگے اور پھر تہ کر کے آپکے پاس پھینکدی اور عرض کیا
کہ میں اِس قابل نہیں کہ آپ کے کپڑے پر بیٹھوں۔ اللہ تعالےٰ آپکا اکرام فرماوے
جیسے آپنے میرا اکرام کیا۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دہنے بائیں دیکھ کر فرمایا کہ
جب تمھارے پاس کسی قوم کا کریم شخص آوے تو اُس کی تعظیم کرو۔ اِسی طرح جس شخص کا
آدمی کے اُوپر قدیمی حق ہو اُس کی تعظیم بھی ضرور ہے۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وسلّم کی دایہ جنھوں نے آپ کو دُودھ پلایا تھا آپ کی خدمت میں آئیں آپنے اونکے
لیے اپنی چادر بچھادی پھر فرمایا کہ اے مادر خوب کیا آپ تشریف لائیں پھر اُنکو چادر پر
بٹھلا کر فرمایا کہ سفارش کرو تمھاری سفارش قبول کروں گا اور جو سوال کرو گی دُونگا
اونھوں نے فرمایا کہ میں اپنی قوم کی سفارش کرتی ہوں آپنے فرمایا کہ میں نے اپنا اور

بنی ہاشم کا حق تمکو دیا یعنی جس قدر ان کے حصے ہیں لوگ آویں اُن کو تمھارے حوالے کرونگا پس ہر طرف سے لوگ اوٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمنے بھی اپنا حق اُن کو دیا پھر اُن کے ساتھ بعد کو سلوک کیا اور خیبر میں سے اپنا حصہ اُن کو بخشدیا جو حضرت عثمان غنی رضؓ نے ایک لاکھ درم کو اُن سے مول لے لیا۔ اور بعض اوقات آپ کی خدمت میں کوئی حاضر ہوتا اور آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوتے جس میں اتنی گنجائش نہ ہوتی کہ اُسکو اپنے ساتھ بٹھلاتے تو تکیہ کو نکال کر اُس شخص کے لیے ڈال دیتے اور اگر وہ انکار کرتا تو اُس کو قسم دے کر بٹھلاتے **چودھواں حق** یہ ہے کہ اگر صورت مسلمانوں میں اصلاح کر دینے کی بن سکے تو چاہیئے کہ اُن میں صُلح کراوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا میں تمکو وہ بات نہ بتادوں جو نماز اور روزوں اور خیرات کے درجہ سے افضل ہو صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ ضرور ارشاد فرمائیے آپنے فرمایا کہ آپس میں صُلح کرادینی ہے اور باہم گر پھوٹ ڈالنا دین کا مٹانیوالا ہے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ اور حضرت انس رضؓ راوی ہیں کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ اتنا ہنسے کہ آپکے سامنے کے دندان مُبارک ظاہر ہو گئے حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدا ہوں آپ پر میرے والدین آپ کس بات سے ہنسے فرمایا کہ میری اُمت کے دو شخص ربّ العزت کے سامنے دو زانو بیٹھے اور ایک نے عرض کیا کہ یا ربّ میرا حق اس سے دلادے اللہ تعالیٰ نے دوسرے کو ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کا حق دیدے اُس نے عرض کیا کہ الٰہی میری نیکیوں میں سے کچھ نہیں رہا جو اُس کو حوالہ کروں اللہ تعالیٰ نے مدعی کو فرمایا کہ اب تو کیا کریگا۔ اس کے پاس تو نیکیوں میں سے کچھ

نہیں رہا اُس نے عرض کیا کہ میرے گناہ کچھ اُس پر کر دیئے جاویں۔ پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا کہ یہ دن بڑا سخت ہے آدمی کو اُس روز یہ حاجت پڑے گی کہ اُس کے گُناہ کوئی اپنے ذمّہ کرلے پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مظلوم کو ارشاد فرمایا کہ اپنی آنکھ اُٹھا کر جنّت میں نگاہ کر وہ دیکھکر عرض کرنے لگا کہ یارب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے شہر اور سونے کے محل موتیوں سے جڑے ہیں یہ کسی نبی کے ہیں یا صدیق یا شہید کے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ اُس شخص کے ہیں جو اُن کا دام دے۔ اُس نے عرض کیا کہ پروردگار اُن کا دام کس کے پاس ہوگا ارشاد ہوا کہ تیرے پاس اُس نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ اپنے بھائی کو مُعاف کر دینا اُس نے عرض کیا کہ الٰہی میں نے مُعاف کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو اُٹھ اور اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کے اُسکو جنّت میں داخل کر۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور آپس میں صُلح کرتے رہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قیامت میں اہلِ ایمان کے درمیان صلح کرے گا اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا لَیْسَ بِکَذَّابٍ مَنْ اَصْلَحَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَقَالَ خَیْرًا اَوْ نَمٰی خَیْرًا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں صُلح کرادینی واجب ہے کیونکہ جھُوٹ کا ترک کرنا واجب ہے اور کوئی واجب ذمّہ سے ساقط نہیں ہوتا الّا اُس صورت میں کہ دُوسرا واجب اُس سے زیادہ موکد ذمّہ پر ہو جاوے تو جب دو شخصوں میں صلح کرنیوالا جھُوٹا نہ ٹھہرا تو معلوم ہوا کہ اصلاح باہم ترک کذب کی نسبت کر زیادہ موکد ہے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کُلُّ الْکِذْبِ مَکْتُوْبٌ اِلَّا اَنْ یَکْذِبَ الرَّجُلُ فِی الْحَرْبِ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَۃٌ اَوْ یَکْذِبَ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ فَیُصَالِحَ بینھما او یکذب لامرأتہ لرضٰھا۔ **پندرھواں حق** یہ ہے کہ سب مُسلمانوں کے

عیبوں کو چھپاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَن سَتَرَ عَلیٰ مُسلِمٍ سَترَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ اور فرمایا کہ جو بندہ دوسرے کی عیب پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ اور حضرت ابو سعید خدری رحؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے بھائی کا کوئی عیب دیکھے اور پھر اُس کو چھپاوے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جب ماعز نے اپنے زنا کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اُس کو اپنے کپڑے کے تلے ڈھانپ لیتا تو تیرے حق میں اچھا ہوتا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُسلمان کو اپنے عیب کا پوشیدہ رکھنا بھی لازم ہے اس لیے کہ اُس کے خود اسلام کا حق اُسکے ذمہ ایسا ہی واجب ہے جیسے غیر کے اسلام کا حق۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں کسی شراب خوار کو پکڑپاؤں تو مجکو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اسکا عیب چھپاوے۔ اور اگر کسی چور کو پکڑوں تب بھی یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی عیب پوشی فرمائے۔ اور مروی ہے کہ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں ایک رات گشت فرماتے تھے۔ آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا صُبح کو لوگوں سے کہا کہ اگر بالفرض کوئی امام کسی مرد اور عورت کو زنا کرتے دیکھے اور اُن دونوں کو حد مارے تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ آپ امام ہیں آپ کو اختیار ہے لیکن حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ آپ کو حد مارنا جائز نہیں ورنہ تمھارے اوپر حد قائم کی جائے گی اس لیے کہ خدائے تعالیٰ نے زنا کے لیے چار شاہدوں سے کم نہیں فرمائے پھر آپ نے چند روز توقف کرکے وُہی سوال کیا اور سب لوگوں نے اپنا پہلا ہی جواب دیا اور حضرت علی رضؓ نے بھی وہی فرمایا جو پیشتر فرمایا تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضؓ کو اس امر میں تردد تھا کہ حدود الٰہی میں امام کو

اپنے علم کے بموجب حکم دینا جائز ہے یا نہیں اس لیے بطور مثال فرضی کے اُنسے سوال
کیا یہ نہ فرمایا کہ میں نے ایسا دیکھا ہے اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ امر ہمکو درست نہو
تو اس صورت میں اُن کا حال بیان کرنا گالی ٹھہرے اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی رائے اِس
طرف مائل ہوئی کہ امام کو یہ امر جائز نہیں اور شریعت میں عیب پوشی کے مطلوب ہونے
کے لیے یہ مُعاملہ بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ سب عیبوں میں فاحش تر زنا ہے جس کا
ثبوت چار گواہوں پر ہے جو مرد کے عضو کو عورت کے عضو کے اندر اس طرح دیکھیں
جیسے سُرمہ دانی میں سلائی اور یہ امر کبھی نہیں ہوتا اور اگر قاضی اُس کو تحقیقاً معلوم بھی کرلے
تو اُس کو جائز نہیں کہ اُس کو افشا کرے تو بابِ زنا کے انسداد کی حکمت کو دیکھو کہ اُسکے
لیے سزا سنگسار کرنا ہے جو سب سے بڑی سزا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی پردہ پوشی کو بھی تامل کرو
کہ اپنی مخلوق کے گنہگاروں پر کیسا بھاری پردہ ڈالا ہے کہ زنا کا حال کھلنے کا رستہ
تنگ کر دیا ہے۔ ہمکو توقّع ہے کہ قیامت کے دن اُس کے اُس کرمِ عمیم سے ہم محرُوم نہ
رہینگے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی بندہ کا عیب دنیا میں چھپاتا
ہے تو اُسکا کرم اِس بات کا مقتضی کب ہوگا کہ قیامت میں اُس کو فاش کرے اور اگر دُنیا
میں فاش کریگا تو اس بات سے کریم تر ہے کہ دوبارہ اُس کو افشا کرے اور حضرت عبدالرحمٰن
بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں مدینہ منوّرہ میں ہمراہ حضرت عمرؓ کے گشت کرتا
تھا کہ اتنے میں ہم کو ایک چراغ معلوم ہوا ہم اُس کی طرف کو چلے جب اُس کے قریب پہنچے
تو دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہے اور مکان کے اندر لوگ شور و غل مچا رہے ہیں حضرت
عمرؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ کس کا گھر ہے میں نے کہا کہ نہیں آپ نے
فرمایا کہ یہ گھر ربیعہ بن اُمیہ کا ہے اور یہ لوگ اس وقت متوالے ہیں تمھاری کیا رائے ہے

اُن کو گرفتار کریں میں نے کہا کہ ہم نے وُہ کام کیا جس کو اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی بھید کی تلاش مت کرو پس حضرت عمرؓ انکو ویسے ہی
چھوڑ کر واپس چلے آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیب کا چھپانا اور اُس کے درپے
نہ ہونا واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو فرمایا کہ اگر تم لوگوں
کے عیبوں کے درپے ہوگے تو اُن کو خراب کردوگے یا قریب ہے کہ اُن کو بگاڑ دوگے
اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اے گروہ ان لوگوں کی جو زبان سے ایمان لائے اور
دِل میں ایمان داخل نہیں ہوا مُسلمانوں کی غیبت مت کرو اور اُن کے عیوب کے درپے
نہ ہو۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے بھائی مُسلمان کے عیب کے درپے ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسکے
عیب کے درپے ہوتا ہے اور جس شخص کے عیب کے درپے خدا تعالےٰ ہوتا ہے وُہ اس کو رسوا کر
دیتا ہے گو اپنے گھر کے اندر ہی رہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض
میں کسی شخص کو حدود الٰہی میں سے کسی حد پر دیکھوں تو میں اُسکو گرفتار نہ کروں اور
نہ اُس کے لیے کسی کو بلاؤں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دُوسرا ہو یعنی دو شاہد
ہونے سے البتہ قابل مواخذہ ہو جائے گا۔ اور کسی بزرگ نے فرمایا کہ میں حضرت ابن
مسعودؓ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص دُوسرے کو پکڑ کر آپ کے پاس لایا اور عرض کیا کہ
یہ متوالا ہے آپ نے فرمایا کہ اُس کو سونگھو لوگوں نے سُونگھا تو معلوم ہوا کہ واقع میں شراب
پی ہے۔ آپ نے اُس کو قید کیا یہاں تک کہ اُسکا خمار جاتا رہا پھر ایک کوڑا منگایا اور اُسکی
چوٹی کی گرہ کھولدی اور جلاد کو فرمایا کہ اُس کے کوڑے لگا اور ہاتھ کو اُونچا کرکے لگانا
اور سب اعضاء پر متفرق لگانا جلاد نے تعمیل ارشاد کی وہ شخص قبا یا کُرتہ پہنے ہوئے
تھا جب جلاد کوڑے سے فارغ ہوا تو جو شخص اُس مجرم کو لایا تھا اُس سے آپ نے

پُوچھا کہ تو مجرم کا کون ہے اُس نے کہا کہ میں اسکا چچا ہوں آپنے فرمایا کہ تونے اسکی تعلیم اور تادیب خوب نہ کی اور نہ اُس کی عیب پوشی کی اور امام کو چاہیئے کہ جب حد اُس تک پہونچے تو اُس کی تعمیل کرے اللہ تعالےٰ بہت مُعاف کرنے والا ہے اور مُعاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا۔ الآیہ پھر فرمایا کہ مجھے یاد ہے آنحضرت صلعم نے اوّل کسی شخص کا ہاتھ کاٹا تھا آپ کی خدمت میں ایک چور حاضر کیا گیا آپنے اُس کا ہاتھ قطع کیا مگر گویا آپ کا چہرہ مکدّر ہو گیا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ نے گویا اُسکا ہاتھ کاٹنا بُرا جانا آپنے فرمایا کہ مجکو بُرا نہ جاننے کا مانع کون بات ہے اپنے بھائی پر شیطان کے مددگار مت بنو انھوں نے عرض کیا کہ پھر آپ نے مُعاف کیوں نہ فرما دیا آپ نے فرمایا کہ حاکم کو چاہیئے جب اُس حد تک پہنچ جاوے تو اُس کو جاری کرے۔ اللہ تعالےٰ بہت درگذر کرتا ہے اور درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور ایک روایت میں یُوں ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد آپکا چہرہ ایسا متغیّر ہو گیا گویا چہرۂ مُبارک پر راکھ پڑ گئی ہے اور مروی ہے کہ حضرت عمرؓ رات کو مدینۂ منوّرہ میں گشت کر رہے تھے کہ ایک مکان میں سے ایک مرد کے گانے کی آواز سُنی آپ دیوار پر چڑھ گئے دیکھا تو اُس کے پاس ایک عورت اور شیشۂ شراب موجود ہے آپنے فرمایا کہ اے خدا کے دشمن کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ خدائیتعالےٰ تیری پردہ پوشی فرمائیگا اور تو اُس کی نافرمانی کرتا رہے گا اُس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ جلدی نہ فرمایئے اگر میں نے ایک بات میں خدائیتعالےٰ کی نافرمانی کی تو آپ نے تین باتوں میں نافرمانی کی اُسکا ارشاد ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا حالانکہ آپ نے تجسّس کیا اور اُس نے فرمایا ہی دلیس

البریان تاتوا البیوت من ظهورھا۔ اور آپ میرے پاس دیوار پھاند کر آئے اور وُہ فرماتا ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علیٰ اھلھا۔ اور آپ میرے گھر میں بدُوں اجازت اور سلام کے چلے آئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بھلا اگر میں تجھ کو چھوڑ دوں تو کچھ آگے کو درست ہو جائیگا اُس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر آپ مجکو مُعاف کرینگے تو میں ایسی حرکت کے گرد کبھی نہ پھروں گا آپ نے اُس کو اُسی حالت پر چھوڑ کر معاودت فرمائی اور ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن کی سرگوشی کے باب میں کس طرح سُنا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایماندار کو اپنے قریب بلاویگا اور اُسکے اوپر اپنا سایۂ رحمت کر کے لوگوں سے چھپائے گا اور فرمائیگا کہ تو فلاں گناہ پہچانتا ہے۔ فلاں گناہ یاد ہے وُہ عرض کریگا کہ یارب ہاں پہچانتا ہوں یہاں تک کہ جب اُس سے اُسکے گناہوں کا اقرار لے لے گا اور وُہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ میں تباہ ہوُا اُس سے ارشاد فرمائیگا کہ اے میرے بندے میں نے تیری عیب پوشی دُنیا میں اس لیے کی تھی کہ آج تیری خطاؤں کو مُعاف کروں پھر اُسکو نیکیوں کا نامہ دیا جائیگا اور کافروں اور منافقوں کا یہ حال ہوگا کہ اُن پر گواہ کہیں گے کہ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا آگاہ ہو اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے ظالموں پر۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کُلُّ اُمَّتِی مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاھِرُوْنَ اور وُہ شخص بھی مجاہر ہوگا جو بُرا عمل خُفیہ کرے پھر اُس کی اطلاع کردے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنِ اسْتَمَعَ سِتْرَ قَوْمٍ وَھُمْ کَارِھُوْنَ صُبَّ فِیْ اُذُنِہٖ الْاٰنُکُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ **سولھواں حق** یہ ہے کہ تہمت کی جگہوں سے احتراز کرے تاکہ اہل اسلام کے دل بدگمانی سے

اور اُن کی زبانیں غیبت سے بچی رہیں کیونکہ اگر وُہ اُس کو بُرا کہکر خدا تعالیٰ کی نافرمانی
کرینگے اور اس معصیت کا باعث وُہی شخص ہوگا تو وُہ بھی اس میں شریک ہوگا چنانچہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر
علم اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے وُہ
تُمھارے نزدیک کیسا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ بھلا کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے
آپ نے فرمایا کہ ہاں دُوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے ماں باپ کو
گالی دیتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ معصیت کا باعث ہونا ایسا ہے گویا خود اُس کا مرتکب ہوا
اور حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی کسی بی بی سے گفتگو
فرمائی کہ اتنے میں کوئی شخص گذرا آپ نے اُس کو بُلا کر فرمایا کہ یہ میری بی بی صفیہ ہے اُسنے کہا
کہ یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ اگر میں کسی پر گمان کرتا تو یہ نہیں تھا کہ آپ پر گمان
کروں آپ نے فرمایا کہ شیطان آدمی میں اُس کے خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت
میں یوں ہے کہ [illegible] اور دو شخص گذرے
اُن سے فرمایا علیٰ رسلکما انہا صفیۃ انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شرًا۔
اور حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو تُہمتوں کی جگہ میں کھڑا کرے تو پھر اگر کوئی
اُس پر بدگمانی کرے تو بجز اپنے نفس کے اور کسی کو مُلامت نہ کرے کیونکہ نہ ایسا کرتا نہ کوئی
بدگمان ہوتا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ راستہ پر ایک عورت سے باتیں کرتا ہے
آپ اُس کو دُرّہ سے مارنے لگے اُس نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ میری بی بی ہے۔
آپ نے فرمایا کہ پھر ایسی جگہ کیوں نہیں باتیں کرتا جہاں تجکو لوگ نہ دیکھیں۔ سترھواں
حق یہ ہے کہ جس شخص کے عندیہ میں اپنی قدر و منزلت ہو اگر اُس سے کسی دُوسرے کو

کام آپڑے تو اُس سے کسی کی سفارش کر دے اور اُس کی مطلب براری کے لیے جو کچھ
اپنے آپ سے ہو سکے کر گذرے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں اِنّی اُوْتیٰ وَاُسْاَلُ وَ
تُطْلَبُ اِلَیَّ الحاجۃُ وَاَنْتُمْ عِنْدِیْ فَاشْفَعُوْا لِتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْ
نَبِیِّہٖ مَا اَحَبَّ اور حضرت معاویہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے
سامنے سفارش کیا کرو تاکہ تمکو ثواب ملے اور میں کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اُس میں دیر
لگاتا ہوں کہ تم میرے سامنے سفارش کرو اور ثواب پاؤ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ
کوئی صدقہ زبان کے صدقہ سے افضل نہیں کسی نے پُوچھا زبان کا صدقہ کس طرح ہوتا ہے
فرمایا کہ سفارش کرنے سے کہ اُسکے باعث خون محفوظ ہو جاتا ہے اور دوسرے کو فائدہ پہنچتا
ہے اور غیر سے بلا ٹلتی ہے اور عکرمہؒ حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہیں کہ بریرہ کا شوہر ایک
غلام مغیث نام تھا اُس کی صورت گویا میرے سامنے ہے کہ بریرہ کے پیچھے کھڑا رو رہا ہے
اور اُس کے آنسو داڑھی پر جاری ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبّاسؓ سے
فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ مغیث بریرہ کو اتنا چاہتا ہے اور بریرہ اُس سے اشدّ ت
تنفر ہے پھر آپنے بریرہ کو فرمایا کہ خوب ہو تو اُسکے پاس پھر جائے کہ وہ تیرے بچہ کا باپ
ہے اُس نے عرض کیا کہ اگر آپ مجکو حکم فرماتے ہیں تو میں ایسا ہی کروں۔ آپنے فرمایا کہ میں
حکم تو نہیں کرتا ہوں بلکہ سفارش کرتا ہوں ۔ **اٹھارھواں حق** یہ ہے کہ ہر ایک
مُسلمان سے کلام سے پیشتر سلام سے ابتدا کرے اور سلام کے وقت مُصافحہ کرے
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص سلام سے پیشتر کلام شروع کرے اُس کو
جواب مت دو جب تک اوّل سلام نہ کر لے۔ اور ایک صحابی کہتے ہیں میں آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام نہ کیا اور نہ اجازت مانگی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

نے ارشاد فرمایا کہ ہٹ جا اور یہ کہ السّلام علیکم مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ اور حضرت
جابرؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو
گھر والوں پر سلام کرو کیونکہ جب کوئی تم میں سے سلام کرتا ہے تو اُس کے گھر میں شیطان
نہیں آتا۔ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت آٹھ
برس کی آپ نے مجھکو ارشاد فرمایا کہ اے انسؓ وضو پورا کیا کر کہ اس سے تیری عمر زیادہ ہوگی
اور میری اُمّت میں سے جس سے ملے اُس سے سلام کیا کر کہ تیری نیکیاں زیادہ ہونگی اور
جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کر تیرے گھر میں برکت بہت ہوگی
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اور ایک حدیث
شریف میں ارشاد فرمایا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى
تَحَابُّوْا اَفَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَفْشُوا السَّلَامَ
بَيْنَكُمْ اور فرمایا جب مسلمان دُوسرے پر سلام کرتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے تو فرشتے اُس پر
ستّر بار رحمت بھیجتے ہیں اور فرمایا کہ جب مسلمان دُوسرے پر گذرتا ہے اور سلام نہیں کرتا تو
فرشتے تعجب کرتے ہیں يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَاِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ اَجْزَاَ بَيْنَهُمْ
اور حضرت قتادہؓ سے منقول ہے کہ پہلے لوگوں کے لیے مُلاقات کا تحفہ سجدہ تھا اللہ تعالیٰ
نے اس اُمّت کے لیے سلام عطاء فرمایا اور یہ تحفہ اہلِ جنّت کا ہے۔ اور ابو مُسلم خولانی جب کسی
قوم پر گذرتے تو سلام نہ کرتے اور کہا کرتے کہ اور تو کوئی وجہ سلام نہ کرنے کی نہیں ہے مگر
مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے سلام کا جواب نہ دیں اور فرشتے اُن پر
لعنت کریں اور سلام کے ساتھ مُصافحہ بھی سُنّت ہے اور ایک شخص آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم
کی خدمت میں حاضر ہوُا اور کہا سلام علیکم آپ نے فرمایا کہ اُسکے واسطے دس نیکیاں ہیں پھر

پھر دُوسرا شخص آیا اور کہا سلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ نے فرمایا بیس[۲] پھر اور آیا اور کہا
سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ نے فرمایا تیس[۳]۔ اور حضرت انسؓ کا دستور تھا کہ لڑکوں کے
پاس کو جاتے تو اُن سے سلام کرتے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا
کیا ہے اور عبدالحمید بن بہرام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک روز مسجد
میں تشریف لے گئے اور ایک جماعت عورتوں کی بیٹھی تھی آپ نے اپنے دستِ مُبارک سے
سلام کا اشارہ فرمایا اور عبدالحمید راوی حدیث نے بھی اس حدیث کے بیان کرنے کے
وقت ہاتھ سے اشارہ کیا اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا لَا تَبْدَءُوا الْیَهُودَ وَلَا النَّصَارٰی
بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَهُمْ فِی الطَّرِیْقِ فَاضْطَرُّوْهُمْ اِلٰی اَضْیَقِهٖ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی
ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا تُصَافِحُوْا اَهْلَ الذِّمَّةِ وَلَا تَبْدَءُوْا هُمْ
بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فِی الطَّرِیْقِ فَاضْطَرُّوْهُمْ اِلٰی اَضْیَقِهٖ اور حضرت عائشہؓ
فرماتی ہیں کہ یہود کی ایک قوم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئی اور کہا السَّامُ علیک
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا علیکم حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا بَلْ عَلَیْکُمُ السَّامُ
وَاللَّعْنَةُ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے حضرت عائشہؓ نے
عرض کیا کہ آپ نے سُنا نہیں اُنھوں نے کیا کہا آپ نے فرمایا کہ میں نے کہدیا علیکم اور
ایک حدیث میں ارشاد فرمایا لِیُسَلِّمِ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ
عَلَی الْکَثِیْرِ وَالصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ اور فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کی مُشابہت مت کرو کہ
یہودیوں کا سلام اُنگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ
سے ابوعیسےٰ صاحب ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔ اور ایک حدیث
میں فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں آوے تو چاہیئے کہ سلام کرے اور اگر مرضی ہو

تو بیٹھ جاوے۔ پھر جب کھڑا ہو تو سلام کرے کہ پہلا سلام دُوسرے کی نسبت کر
زیادہ تر لائق نہیں۔ اور حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب دو
ایماندار ملتے ہیں اور مُصافحہ کرتے ہیں تو اُن دونوں میں ستّر رحمتیں تقسیم کیجاتی ہیں اُنتھر
اُسکو ملتی ہیں جو دونوں میں سے زیادہ کُشادہ پیشانی ہو اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے
آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو فرماتے سُنا ہے کہ جب دو مُسلمان ملتے ہیں اور ایکدوسرے کو
سلام کرتے ہیں اور مُصافحہ کرتے ہیں تو اُن دونوں کے درمیان سو رحمتیں نازل ہوتی
ہیں نوّے تو ابتداء کرنے والے کو ملتی ہیں اور دس دُوسرے کو اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے
ہیں کہ مُصافحہ دوستی بڑھاتا ہے اور حضرت ابُوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم
نے فرمایا کہ تتمّہ تمہارے آپس کے سلام کا مُصافحہ ہے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ
مُسلمان بھائی کو بوسہ دینا اُس سے مُصافحہ کرنا ہے اور جو شخص دین کا بزرگ ہے اُسکے ہاتھ
کو بوسہ دینا برکت حاصل کرنے کے لیے اور اُس کی تعظیم کے لیے مضائقہ نہیں۔ اور حضرت
ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمنے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مُبارک کو بوسہ دیا ہے۔ اور
کعب بن مالک رضؓ راوی ہیں کہ جب میری توبہ نازل ہوئی تو میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی
خدمت میں آیا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور مروی ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم مجکو اجازت دیجیے کہ آپ کے سر اور ہاتھ کو بوسہ دوں آپ نے اجازت
دیدی اُس نے بوسہ رُوے و سرِ مُبارک کو دیا اور حضرت ابو عبیدہؓ حضرت عمرؓ سے ملے
تو آپ سے مُصافحہ کیا اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور دونوں چیخ کر رونے لگے اور حضرت براء بن
عازبؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم وضو کرتے تھے کہ میں نے سلام کیا آپ نے
جواب سلام نہ دیا یہاں تک کہ وضو سے فارغ ہوئے اُس وقت جواب سلام دیا اور ہاتھ

بڑھا کر مصافحہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جانتا تھا کہ مصافحہ کرنا عجمیوں کی عادت ہے آپ نے فرمایا کہ دو مسلمان جب ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو اُن دونوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جب آدمی کسی قوم پر گذرے اور اُن پر سلام کرے اور وہ جواب سلام دیں تو اُس کو اُن پر ایک درجہ کی زیادتی ہوگی کہ انکو سلام یاد دلا دیا اور اگر اُسکے سلام کا جواب نہ دینگے تو ایک جماعت جو اُنسے بہتر اور طیب یا افضل ہوگی وہ اُسکے سلام کا جواب دیگی (یعنی فرشتے جواب سوال دینگے) اور سلام کیوقت جھکنا ممنوع ہے حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی دوسرے کے لیے جھکے یا نہیں آپنے فرمایا نہیں عرض کیا ایکدوسرے کو بوسہ دے یا نہیں آپنے فرمایا نہیں عرض کیا اور باہم مصافحہ کریں یا نہیں آپنے فرمایا ہاں اور معانقہ اور بوسہ کے باب میں سفر سے آنیکے وقت حدیث وارد ہے حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ملا ہوں تب ہی آپنے مجھ سے مصافحہ کیا اور ایک روز آپ نے مجکو تلاش کیا میں گھر پر نہ تھا جب مجکو معلوم ہوا تو حاضر ہوا آپ تخت پر رونق افروز تھے مجھ سے معانقہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانقہ بہت اچھا ہے اور علما کی تعظیم کے لیے رکاب کا تھامنا آثار میں آیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رض نے حضرت زید بن ثابت کی رکاب تھامی تھی اور حضرت عمر رض نے بھی آپ کی رکاب تھامی یہاں تک کہ آپ سوار ہوگئے اور فرمایا کہ زید بن ثابت اور اُن کے ساتھیوں سے ایسا ہی کیا کرو۔ اور کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں بشرطیکہ وہ شخص اُسکا طالب نہ ہو۔ اور اگر وہ خود چاہے کہ لوگ میری عظمت کریں اور کھڑے ہوں تو اس صورت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے نزدیک کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا مگر ہمارا دستور تھا کہ جب آپکو دیکھتے تھے تو کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اسلیئے

کہ جانتے تھے کہ یہ امر آپ کو ناپسند ہے اور مروی ہے کہ آپ نے ایک بار فرمایا
کہ جب تم مجکو دیکھو تو کھڑے مت ہو جیسے عجمی کرتے ہیں اور فرمایا مَنْ سَرَّہُ اَنْ یَّمْثُلَ
لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اور فرمایا لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ عَنْ
مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوْا وَتَفَسَّحُوْا اور اس امر سے اکابر سلف احتراز
کرتے تھے اسی نہی کے سبب سے۔ اور فرمایا کہ جب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ چکیں اور کوئی
شخص اپنے بھائی کو بلاوے اور اُس کو جگہ دے تو اسکو اُس کے پاس چلا جانا چاہیے
کیونکہ اُس نے اپنے بھائی کا اکرام کیا اور اگر اُس نے جگہ نہ دی تو یہ شخص جہاں زیادہ
وُسعت پاوے وہاں بیٹھ جاوے۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیشاب کرنیکے وقت میں کسی نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ
جو شخص قضاء حاجت میں مصروف ہو اُسکو سلام کرنا مکروہ ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ
سلام اس طرح ابتداء کرے کہ عَلَیْکَ السَّلَامُ اِس لفظ کو ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے کہا تھا آپ نے فرمایا کہ علیک السلام مُردہ کا تحفہ ہے اسکو تین بار فرمایا
پھر ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو یوں کہنا چاہئے السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اور جو شخص کسی مجلس میں آوے اور سلام کرے اور جگہ بیٹھنے کی نہ پاوے تو چاہیے
کہ وہاں سے واپس نہ جائے بلکہ صف کے پیچھے بیٹھ جاوے۔ مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں تین شخص آئے۔ اُنمیں سے دو آپ کی
طرف بڑھے ایک کو تو تھوڑی سی جگہ مل گئی وہ اُس میں بیٹھ گیا اور دُوسرا لوگوں کے
پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پُشت پھیر کر چلا گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے
تو فرمایا کہ ان تینوں شخصوں کا حال میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف

لگ رہا اُسکو اللہ تعالے نے جگہ دی اور دُوسرے نے حیا اختیار کی تو اللہ تعالے نے اُس سے حیا کی اور تیسرے نے روگردانی کی تو اللہ تعالے نے اُس سے رُوگردانی کی اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا۔ اور حضرت اُمِّ ہانی نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کسی نے عرض کیا کہ ام ہانی ہیں آپ نے فرمایا کہ مرحبا اے ام ہانی **انیسواں حق** یہ ہے کہ اپنے بھائی مُسلمان کی عزّت اور جان اور مال کو ظالم سے بچا دے بشرطیکہ بچانے پر قادر ہو اور ظالم کو اُس سے پرے دفع کرے اور اُس کی طرف ہو کر ظالم سے لڑے اور مظلُوم کی ہر طرح مدد کرے کہ اخوت اسلامی کی مقتضا سے یہ امر آدمی پر واجب ہے حضرت ابو دردا رض روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دُوسرے کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بُرا کہا اور کسی نے دُوسرے کی طرف ہو کر اُس کو روکا پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ کَانَ لَهٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو مُسلمان اپنے بھائی کی عزّت بچائیگا اللہ تعالے پر ضرور ہے کہ قیامت کے دن اُس کو آتشِ دوزخ سے بچائے اور حضرت انس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے اُس کے کسی بھائی مُسلمان کا ذکر ہو اور وُہ اس کی مدد کی طاقت رکھتا ہو اور مدد نہ کرے تو اللہ تعالے اُس سے دُنیا و آخرت میں میں پکڑ کریگا اور جسکے پاس کسی بھائی مُسلمان کا ذکر ہو اور وُہ اُس کی مدد کرے تو اللہ تعالے دنیا اور آخرت میں اُس کی مدد کرے گا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے مُسلمان بھائی کی عزّت دُنیا میں بچائے گا اللہ تعالے قیامت کے دن اُس کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا کہ اُسکو دوزخ سے بچائے اور حضرت جابر اور ابو طلحہ رض فرماتے ہیں کہ ہمنے آنحضرت صلعم سے

سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان دُوسرے مسلمان کی نُصرت ایسی جگہ کرے کہ وہاں اُس کی ہتک عزّت اور زوال حرُمت ہو تو اللہ تعالےٰ اُس کی نصرت ایسی جگہ میں کریگا جہاں اُس کا دِل نُصرت کو چاہتا ہوگا اور جو شخص کسی مُسلمان کی طرفداری ایسے موقع میں نہ کرے گا جہاں اُس کی حرمت جاتی ہو تو اللہ تعالےٰ اُس کو ایسے موقع میں بے یار و مدد گا چھوڑے گا جہاں اُس کو مدد کا ملنا محبوب ہوگا۔ **بیسواں حق** یہ ہے کہ اُسکی چھینک کا جواب دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چھینکنے والا کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور جو اُسکا جواب دے وہ یہ کہے یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ اور چھینکنے والا پھر اُسکو کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تعلیم کیا کرتے اور فرماتے کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو یُوں کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب وُہ یہ کہے تو جو شخص اُس کے پاس ہو وُہ کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اور جب پاس والے یہ کہہ چکیں تو چھینکنے والا یہ کہے کہ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھینکنے والے کو جواب دیا اور دُوسرے کو نہ دیا دوسرے نے اُس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ اُسنے خدائیتعالےٰ کا شکر کیا اور تو چپ ہو رہا اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مُسلمان کو تین بار چھینکنے کا جواب دیا جائے اور زیادہ وُہ چھینکے تو زُکام ہے اور مروی ہے کہ آپ نے ایک چھینکنے والے کو تین بار جواب دیا جب اُس نے اور چھینکا اور تو آپ نے فرمایا کہ تجکو زُکام ہوگیا ہے اور حضرت اُبو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تو آواز پست کرتے اور ناک کپڑے یا ہاتھ سے چھپا لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ مُنہ ڈھانپ لیتے تھے۔ اور حضرت ابو موسےٰ اشعری فرماتے ہیں کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس توقع پر چھینکتے کہ آپ یرحمکم اللہ فرمادیں

مگر آپ یہدیکم اللہ فرمایا کرتے اور عبداللہ بن عامر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ
ایک شخص نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھینکا اور کہا اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمداً
کَثِیراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا و یَرضٰی وَالحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ پھر جب آپ نے
سلام پھیرا تو استفسار فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے اُس شخص نے عرض کیا کہ میں نے
کہے تھے اور میری نیت اُن کے کہنے سے خیر ہی کی تھی آپ نے فرمایا کہ میں نے بارہ
فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک اُن کی طرف مبادرت کرتا تھا کہ کونسا اُن کو لکھے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس چھینک ہو اور وہ پہلے الحمد للہ کہے تو اُسکو
درد گردہ نہ ہوگا۔ اور ایک حدیث میں فرمایا اَلعُطَاسُ مِنَ اللّٰہِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّیطَانِ
فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُم فَلیَضَع یَدَہٗ عَلٰی فِیہِ فَاِذَا قَالَ ھَاھَا فَاِنَّ الشَّیطَانَ یَضحَکُ
مِن جَوفِہٖ اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب آدمی استنجا کرنے کی حالت میں
چھینکے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور حضرت حسن بصری فرماتے
ہیں کہ اپنے جی میں الحمد للہ کہہ لے اور کعب احبار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال فرماتے
ہیں کہ آپ نے جناب احدیت میں عرض کیا کہ الٰہی تو قریب ہے کہ میں آہستہ تجھ سے
کہوں یا بعید ہے کہ تجھکو آواز دوں ارشاد ہوا کہ جو کوئی مجھکو یاد کرتا ہے میں اُسکا جلیس
ہوں عرض کیا کہ ہم ایسے حال میں ہوتے ہیں کہ اُس میں تیرا ذکر کرنا مخل ہو جیسے جنابت اور
قضاء حاجت ہے۔ ارشاد ہوا کہ میرا ذکر ہر حال میں کرو۔ **اکیسواں حق** یہ ہے کہ اگر
کسی شریر سے پالا پڑے تو چاہیئے کہ اُس سے خوش خلقی کر کے محفوظ رہے بعض اکابر
فرماتے ہیں کہ ایمان دار سے اخلاص دلی کرنا چاہیئے اور بدکار سے اُس کے کردار کے مخالف
کام کرنا چاہیئے کیونکہ وہ ظاہری خوش خلقی سے راضی ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں

کہ ہم بعض لوگوں کے سامنے ہنستے ہیں اور ہمارے دل اُن کو لعنت کرتے ہیں۔ اور
ظاہرداری کے معنے یہی ہیں اور یہ امر ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کے شرسے
ڈر ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اور حضرت ابن عباسؓ وَيَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سیئتہ سے مراد فحش اور ایذا ہے اور حسنہ سے
سلام اور مدارات اور آیت وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ میں فرماتے ہیں کہ
خوف و رجا اور حیا اور مدارات سے مراد ہے۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنیکی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اسکو آنے دو
کہ یہ اپنی قوم میں نہایت بڑا شخص ہے جب وہ اندر آیا تو آپ نے اُس سے ایسی نرمی
باتوں میں فرمائی کہ مجکو یہ گمان ہوا کہ آپکے نزدیک اُس کی کچھ عزت ہے جب وہ چلا گیا
تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ جس وقت وہ آنے کو تھا اُس وقت تو آپ نے
وہ کچھ فرمایا۔ پھر اُس کے ساتھ نرم گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ خدائیتعالے
کے نزدیک قیامت کے دن سب میں بُرا مرتبہ اُس شخص کا ہوگا جس کو لوگ اُسکے
فحش کے خوف سے چھوڑ دیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جس چیز کو دے کر آدمی اپنی عزت
بچاوے وہ اُس کے حق میں صدقہ ہے اور آثار میں وارد ہے کہ لوگوں سے اختلاط انکی
اعمال کے موافق کرو اور دلوں سے اُن سے علٰحدہ رہو اور محمد بن حنفیہؓ فرماتے ہیں کہ
جو شخص ایسے لوگوں سے جن کی صحبت سے مفر نہیں باخلاق پیش نہ آوے جب تک کہ
خدائیتعالے لاکوئی راہ نکالے تو وہ دانشمند نہیں۔ **بائیسواں حق** یہ ہے کہ تونگروں
کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرے اور مساکین سے اختلاط رکھے اور یتیموں کے
ساتھ سلوک کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ

مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِؕ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عہدِ سلطنت میں جب مسجد میں داخل ہوتے اور کسی مسکین کو دیکھتے تو اُسکے پاس بیٹھتے اور فرماتے کہ مسکین دُوسرے مسکین کا ہمنشین ہُوا اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو کسی لفظ سے پکارا جانا اتنا محبوب نہ تھا جتنا یا مسکین کہکر پکارا جانا اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور کعب احبارؓ سے مروی ہے کہ قرآن میں جس جگہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے توریت میں یَا اَیُّھَا الْمَسَاکِیْنُ ہے۔ اور عبادہ بن صامت رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں تین تو انگروں کے لیے ہیں اور تین عورتوں کے لیے اور ایک فقیر اور مساکین کے واسطے ہے۔ اور حضرت فضیل رحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے کہ کسی نبی نے جناب الٰھی میں عرض کیا کہ الٰھی میں کس طرح جانوں کہ تو مجھ سے راضی ہے۔ ارشاد ہُوا کہ اس بات کو دیکھ لے کہ مساکین تجھ سے راضی ہیں۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو مردوں کے پاس بیٹھنے سے بچاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُردے کون ہیں آپ نے فرمایا کہ تو انگر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ الٰھی میں تجھکو کہاں تلاش کروں ارشاد ہُوا کہ شکستہ دلوں کے پاس۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ فاجر کی نعمت پر رشک مت کرو کیونکہ تمکو معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد اُسکا کیا حال ہوگا۔ اُس کے پیچھے تو ایک طالب جلد باز لگا ہُوا ہے اور یتیم کی تیمارداری کے فضائل اِن روایات سے معلوم ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص کہ کسی ایسے یتیم کو اپنے پاس بالغ ہونے تک رکھے جس کے ماں باپ مُسلمان تھے تو اُس کے لیے قطعًا جنّت واجب ہے۔ اور فرمایا اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعَیْہِ اور فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر رحم کا

ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اسکا ہاتھ گذرے گا ہر ایک بال کے عوض میں ایک نیکی اسکو ملے گی۔ اور فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے اچھا وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اسکے ساتھ برائی کی جاتی ہو **تئیسواں حق** یہ ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے اور اسکے دل میں خوشی داخل کرنے کی کوشش کرے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ اور فرمایا اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ فَاِذَا رَاٰی فِیْہِ شَیْئًا فَلْیُمِطْ عَنْہُ اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کردے تو گویا تمام عمر اللہ تعالیٰ کی خدمت کری۔ اور فرمایا کہ جو شخص کسی ایماندار کو راحت پہنچاوے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو آرام دیگا۔ اور فرمایا کہ جو شخص رات خواہ دن میں ایک ساعت اپنے بھائی کے کام میں چلیگا خواہ اسکو پورا کرے یا نہ کرے یہ امر اس کے حق میں دو مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ اور فرمایا جو شخص غمزدہ ایماندار کی مشکل آسان کرے یا کسی مظلوم کی مدد کرے اللہ تعالےٰ اسکو تہتر مغفرت بخشدے اور فرمایا اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقِیْلَ کَیْفَ یَنْصُرُہٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ امر زیادہ محبوب ہیں۔ ایماندار کا دل خوش کرنا اس سے کسی غم کو ٹالنا اسکا قرض ادا کرنا اور بھوکا ہو تو کھانا کھلانا۔ اور فرمایا کہ جو شخص کسی ایماندار کو منافق سے بچاوے جو اس کو دق کرتا ہو تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسکے پاس ایک فرشتہ بھیجیگا جو اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچاویگا۔ اور فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ انسے زیادہ کوئی برائی نہیں۔ ایک خدا تعالےٰ کے ساتھ شریک کرنا دوسرے اللہ تعالےٰ کے بندوں کو ضرر پہونچانا۔ اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے بڑھکر کوئی نیکی نہیں۔

اوّل اللہ تعالےٰ پر ایمان لانا۔ دوم اُس کے بندوں کو فایدہ پہونچانا اور ایک حدیث
میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں کی غمخواری نہ کرے وہ اُن سے
نہیں ہے اور حضرت معروف کرخی فرماتے ہیں کہ جو کوئی ہر روز تین بار یہ دُعا پڑھ لیا کرے اَللّٰھُمَّ
اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجۡ عَنۡ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ
اللہ تعالےٰ اُس کو ابدال میں لکھ لیگا اور ایک روز علی بن فضیل رونے لگے لوگوں نے پوچھا
آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ مجکو اُس شخص کے حال پر رونا آتا ہے جسنے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ کل کو
خدائیتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اور اُس سے پوچھا جائےگا کہ ظلم کیوں کیا تھا اور اُس کے
پاس کوئی دلیل نہ ہوگی **چوبیسواں حق** یہ ہے کہ بیمار پرسی کرے کہ اِس حق کے
ثابت ہونے اور ثواب پانے کو جان پہچان اور مسلمان ہونا مریض کا کافی ہے اور بیمار
پرسی کے آداب یہ ہیں کہ بیمار کے پاس تھوڑا بیٹھنا اور اُس سے کمتر سوال کرنا اور اُسکے
حال پر ترس ظاہر کرنا اور شفا کی دعا مانگنی اور اُس جگہ کے قبایح سے نگاہ تلے رکھنی اور
اجازت چاہنے کا طریق یہ ہے کہ دروازہ کے مقابل کھڑا نہ ہو اور نرمی سے کواڑ کھٹکا دے
اور جب کوئی پوچھے کون ہے تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں اور نہ یوں پکارے کہ او لڑکے بلکہ
الحمد للہ یا سبحان کہے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مریض کی عبادت کامل یہ
ہے کہ اُس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھو کہ کیسے ہو اور سلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔
اور فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کرے وہ گویا جنت کے باغوں میں بیٹھا ہے۔ یہانتک کہ
جب اُٹھتا ہے اُس پر ستر ہزار فرشتے متعین ہوتے ہیں کہ رات تک اُس پر رحمت بھیجتے اور
فرمایا جب کوئی آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو رحمت میں داخل ہوتا ہے اور جب بیمار کے
پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اُسکے اندر مستحکم ہو جاتی ہے اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان

کی عیادت یا زیارت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو اچھا ہوا اور تیری رفتار طیب ہوئی اور تو نے جنت میں ایک گھر بنا لیا۔ اور فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے اور اُن کو حکم دیتا ہے کہ دیکھو کہ یہ اپنے عیادت کرنیوالوں سے کیا کہتا ہے پس اگر عیادت کرنے والوں کے آنے پر مریض مذکور خدائیتعالےٰ کی حمد وثنا کرتا ہے تو فرشتے جناب الٰہی میں عرض کرتے ہیں حالانکہ وہ خود زیادہ جانتا ہے پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھپر لازم ہے کہ اگر میں اس بندہ کو وفات دونگا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور اگر اُس کو شفا بخشوں گا تو اُس کے گوشت سے بہتر گوشت بدل دونگا اور خون سے بہتر خون اور اُس کے گناہ معاف کروں گا۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جس کی بہتری چاہتا ہے اُس کو مبتلائے مصائب کرتا ہے کہ گناہوں سے پاک ہوجائے اور حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میری عیادت کی اور یہ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیمؕ اُعِیذُکَ بِاللّٰہِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مِّنْ شَرِّ مَا تَجِدُ اُس کو کئی بار آپ نے فرمایا۔ اور ایک بار حضرت علی مرتضیٰ بیمار ہوئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یوں کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَعْجِیْلَ عَافِیَتِکَ اَوْ صَبْرًا عَلٰی بَلِیَّتِکَ اَوْ خُرُوْجًا مِّنَ الدُّنْیَا اِلٰی رَحْمَتِکَ کہ ان میں سے ایک بات تمکو عنایت ہوگی اور بیمار کو مستحب ہے کہ یوں کہے اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ اور حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو پیٹ کی بیماری ہوجائے تو چاہیئے کہ اپنی بی بی سے اُس کی مہر میں سے کچھ مانگے اور اُسکا شہد خرید کر مینھ کے پانی میں ملا کر پی جائے تو اُسکو یہ نسخہ رچتا پچتا اور برکت کی شفا ہوگی

یعنی اس لیئے کہ ان تینوں چیزوں کے باب میں قرآن مجید میں یہی صفات مذکور ہیں مہر میں فرمایا فَکُلُوۡهُ هَنِیۡٓـًٔا مَّرِیۡٓـًٔا اور شہد کے باب میں فرمایا فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اور مینھ کے لیے فرمایا وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ کیا میں تجکو ایسی بات نہ بتاووں جو اُس کے شایان نہ ہے کہ اگر آدمی اپنے مرض سے اوّل ہی کے گرنے میں پڑھ لے تو اللہ تعالے اُس کو دوزخ سے نجات دے۔ حضرت ابوہریرہ نے عرض کیا کہ بہتر ارشاد فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوۡتُ سُبۡحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعِبَادِ وَالۡبِلَادِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ حَمۡدًا کَثِیۡرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیۡهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا اِنَّ کِبۡرِیَآءَ رَبِّنَا وَجَلَالَهٗ وَقُدۡرَتَهٗ بِکُلِّ مَکَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنۡ اَنۡتَ اَمۡرَضۡتَنِیۡ لِتَقۡبِضَ رُوۡحِیۡ فِیۡ مَرَضِیۡ هٰذَا فَاجۡعَلۡ رُوۡحِیۡ فِیۡ اَرۡوَاحِ مَنۡ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنۡكَ الۡحُسۡنٰی وَبَاعِدۡنِیۡ مِنَ النَّارِ کَمَا بَاعَدۡتَ اَوۡلِیَآءَكَ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَهُمۡ مِّنۡكَ الۡحُسۡنٰی۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کی عیادت اتنی ہے جتنی مدت اونٹنی کے دو بار دوھار نکالنے میں ہے۔ اور طاؤس فرماتے ہیں کہ افضل عیادت وہ ہے جو سب میں ہلکی اور جلد ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بیمار پرسی ایک بار تو سنت ہے اور زیادہ ہو تو نفل ہے۔ اور بعض اکابر نے فرمایا کہ عیادت تین دن کے بعد چاہیئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیادت ناغہ دیکر کرو اور اُس میں نرمی اختیار کرو اور مریض کے لیے مجمل آداب یہ ہیں کہ اچھی طرح صبر کرے اور شکایت اور اضطراب کم کرے اور ملتجی بدعا ہے اور دوا کے ساتھ خالق دوا پر توکل رکھے

چھبیسواں حق

یہ ہے کہ اُن کے جنازہ کے ہمراہ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مَنْ تَبِعَ جَنَازَۃً فَلَہٗ قِیْرَاطٌ مِّنَ الْاَجْرِ فَاِنْ وَقَفَ حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ
اور حدیث صحیح ہے کہ قیراط کوہ اُحُد کے مثل ہے اور جب حضرت ابوہریرہؓ نے اِس حدیث کو
بیان کیا اور حضرت ابن عمرؓ نے سُنا تو فرمایا کہ ہمنے ابتک بہت سی قیراطون کو ذخیرۂ آخرت
کر لیا ہے۔ اور ہمراہی جنازہ سے مسلمان کا حق ادا کرنا اور عبرت حاصل کرنی مقصود ہے۔
مکحول دمشقی جب کوئی جنازہ دیکھتے تو فرماتے کہ ہم بھی آتے ہیں نصیحت پوری ہے مگر
غفلت چھارہی ہے پہلے لوگ چلے جاتے ہیں اور پچھلے نہیں سمجھتے۔ اور مالک بن دینارؒ
اپنے بھائی کے جنازہ کے ساتھ نکلے روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ بخدا مجکو چین نہ پڑیگی
جب تک یہ نہ جان لوں کہ تمہارا انجام کیا ہوا اور زندگی بھر تو واللہ مجکو یہ حال کیون کھلنا
ہے۔ اور اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ہم جنازوں پر حاضر ہوتے تھے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تعزیت اور
تسلّی کس کی کریں کیونکہ اندوہ و ملال سب کو یکساں ہوتا تھا۔ اور ابراہیم زیّاتؒ نے لوگوں کو
دیکھا کہ ایک مُردہ پر دعاء رحمت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر تم اپنے لیے دُعاء رحمت کرو تو بہتر ہے
اس لیے کہ یہ مردہ تو تین ہولوں سے نجات پاچکا یعنی ملک الموت کی صورت دیکھ چکا اور
موت کی تلخی بھی چکھ لی اور خاتمہ کے خوف سے مامون ہوا اور تمکو یہ سب باتیں باقی ہیں
اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ
یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ۔ **چھبیسواں حق** یہ
ہے کہ اُن کی قبروں کی زیارت کرے اور اس سے مقصود دعا اور عبرت اور دل کا نرم کرنا
ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ میں نے جو دیکھنے کی جگہ دیکھی ہے اُس سے قبر
زیادہ ہولناک ہے اور حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ باہر نکلے
آپ قبرستان میں تشریف لائے اور ایک قبر کے پاس بیٹھے میں اور لوگوں کی نسبت آپ سے

بُت قریب تھا۔ آپ روئے تو ہم بھی روئے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کیوں روئے ہم نے عرض کیا کہ آپکے رونے کی جہت سے آپنے فرمایا کہ یہ قبر آمنہ بنت وہب یعنے والدہ ماجدہ کی ہے۔ میں نے اپنے رب سے اجازت زیارت کی مانگی تو اجازت عنایت فرمائی۔ پھر میں نے درخواست کی کہ اُن کے لیے دُعاء مغفرت کروں اُسکو اللہ تعالے نے نہ مانا اِس وجہ سے مجکو وُہ رقّت ہوئی جو اولاد کو ہُوا کرتی ہے اور حضرت عثمان رضؓ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہوجاتی اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ فَاِنْ نَجَا مِنْهُ صَاحِبُهٗ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ اور مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ آدمی سے اُس کی قبر اوّل یہ کلام کرتی ہے کہ میں کیڑوں کا گھر ہوں تنہائی کا مکان ہوں خانۂ غربت ہوں منزلِ ظُلمت ہوں۔ یہ چیزیں میں نے تیرے لیے رکھ چھوڑی ہیں تو نے میرے لیے کیا سامان کیا ہے اور حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ سُن لو۔ میں تمکو اپنی مُفلسی کا دن بتاتا ہوں وہ روز ہے جسمیں قبر میں رکھا جاوں گا اور حضرت ابودرداؓ قبروں کے پاس بیٹھتے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میں ایسے لوگوں کے پاس بیٹھتا ہوں کہ مجکو آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور اگر اُن کے پاس سے چلا جاتا ہوں تو میری غیبت نہیں کرتے اور حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں گذرے اور اپنے باب میں فکر نہ کرے اور نہ اُن کے لیے دُعا مانگے تو وہ اپنے نفس کی اور اُن کی خیانت کرتا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر ایک رات کو ایک مُنادی پکارتا ہے کہ اے قبر والو تم کن لوگوں کا رشک کرتے ہو وُہ کہتے ہیں کہ ہم اہل مسجد کا رشک کرتے ہیں کہ وُہ روزے رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ہمکو یہ باتیں میسّر نہیں اور حضرت

سفیان فرماتے ہیں کہ جو شخص قبر کو زیادہ یاد رکھے گا وہ اسکو جنت کے باغوں کا ایک باغ
پائیگا اور جو اس کی یاد سے غافل رہیگا وہ اسکو دوزخ کے گڑھوں کا ایک گڑھا پائیگا۔ اور
ربیع بن خثیم نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی جب اپنے دل میں سختی پاتے تو اس کے اندر
لیٹتے اور ساعت بھر ٹھہر کر کہتے رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ پھر فرماتے کہ اے
ربیع اب تو لوٹا دیا گیا اب عمل کرلے پیشتر اس سے کہ لوٹایا نہ جائے۔ اور میمون بن مہران کہتے ہیں کہ
میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ قبرستان میں گیا۔ جب آپ نے قبروں کو دیکھا تو رو پڑے
اور فرمایا کہ اے میمون یہ قبریں بنی اُمیہ میرے آبا کی ہیں۔ گویا دنیا کے لوگوں کی لذتوں میں
کبھی شریک نہ تھے دیکھو اب بچھڑے پڑے ہیں اور صرف قصے کہانی رہ گئے کیڑے اُنکے
بدنوں کو کھا گئے پھر آپ روئے اور فرمایا کہ بخدا میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا کہ
عیش کیا ہو اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے مامون رہا ہو اور تعزیت اور تسلی دینے والے
کے آداب یہ ہیں کہ انکسار کرنا اور غم کا اظہار اور قلت کلام و ترک تبسم ملحوظ رکھے اور جنازہ کی
ہمراہی کے آداب خشوع اور ترک سخن اور میت کے حال میں تامل کرنا اور اپنی موت کو سوچنا
اور اُس کے سامان کی تیاری کی فکر کرنا اور جنازہ کے قریب بڑھا ہوا چلنا ہیں اور جنازہ کو
جلد لیجانا سنت ہے۔ یہ باتیں ہیں جن سے عام خلق کے ساتھ بسر کرنے کے آداب معلوم ہوتے
ہیں اور مجملاً آداب جو ان سب کے جامع ہوں یہ ہیں کہ کسی کو حقیر مت جانو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ
ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ اس لیے کہ تمکو کیا خبر ہے شائد وہی تم سے بہتر ہو کیونکہ وہ ہر چند فاسق ہے
مگر شائد خاتمہ نیکبختی پہ ہو اور تمھارا خاتمہ اُس کے حال کے موجب ہو اور کسی کو دنیا کیحالت کے
اعتبار سے بچشم تعظیم نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک دنیا حقیر ہے اور اُس کی چیزیں
ذلیل اور جس صورت میں تمھارے نفس کے اندر دنیا والوں کی عظمت ہوگی تو دنیا کے عظمت بہلو

ہو گی اِس لیے خدا تعالےٰ کی نظروں سے گرجاؤ گے اور اُن کو اپنا دین اِس غرض سے مت دو
کہ اُن سے دُنیا حاصل کرو ورنہ اُن کی نظروں میں حقیر ہو جاؤ گے پھر دُنیا بھی نہ ملے گی اور اگر
ملی بھی تو اونے چیز کو لے کر عُمدہ چیز عوض میں کھو بیٹھو گے اور اُن سے دُشمنی مت کرو اسطرح کہ
عداوت ظاہر ہو جائے اور پھر اُسی کے ہو رہو اور دین و دُنیا سب اسی میں چلی جائے اور اُنکا
دین تمھارے باب میں جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی بات دین کی خرابی کی اُن سے نظر پڑے تو اُنکے
بُرے افعالوں سے عداوت رکھو اور اُن پر چشم ترحم نظر کرو کہ بیچارے خدا تعالےٰ کی نافرمانی
کرنے سے مُستحق اُسکے غصّہ اور عذاب کے ہو گئے اُن کو یہی درد کافی ہے کہ دوزخ میں جائینگے۔
تمکو کیا ضرورت ہے کہ اُن سے عداوت کرو اور اُن کی دوستی اور مُنھ پر تعریف کرنے اور ظاہر میں
تمکو دیکھکر خوش ہونے پر اطمینان مت کرو اس لیے کہ اگر یہ باتیں تلاش کروگے تو واقع میں ظاہر کے
مُطابق سَو میں سے ایک میں پاؤ گے بلکہ عجب نہیں کہ ایسا شخص نہ ملے جسکا ظاہر و باطن یکساں ہو
اور اپنے حالات کی شکایت اُن سے نہ کرو ورنہ اللہ تعالےٰ تمکو اُنھیں کے حوالہ کریگا اور یہ
توقع نہ کرو کہ غیبت و باطن میں وہ تمھارے حق میں ایسے ہیں جیسے سامنے ظاہر میں ہیں کیونکہ
یہ طمع جھُوٹی ہے ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں اور اُن کے پاس کی چیزوں میں طمع مت کرو کہ
سردست تمکو ذلّت ہو گی اور غرض بھی پُوری نہ ہو گی۔ اور اگر تمکو اُن کی حاجت نہ ہو تو تکبّر کی راہ
سے اُن کو کاٹ کھانے کو نہ دوڑو اور اگر اپنا استغنا ظاہر کرنے سے تکبّر کروگے تو اللہ تعالےٰ اُسکی
سزا یہ دیگا کہ تمکو اُن کی التجا کرنی پڑے گی اور جب کسی بھائی سے حاجت مانگو اور وہ پوری کردے
تو وہ بھائی کام کا ہے اور اگر پُوری نہ کرے تو اُس پر عتاب مت کرو ورنہ دشمن ہو جائیگا اور مدت
تک اُسکا رنج تمکو کھینچنا پڑیگا اور جس شخص کو جانو کہ یہ کہنا نہیں مانیگا اور دشمن ہو جائے گا
اُسکو نصیحت مت کرو۔ بلکہ اُس کی نصیحت اسطرح ہے کہ کنایۃً اور علی الاطلاق بیان کیا جاوے

خاص کسی کی تصریح نہ ہو اور جب تم دیکھو کہ لوگ تمھاری تعظیم کرتے ہیں اور سلوک سے پیش آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو جس نے اُنکو تمھارے لیئے مسخر کر دیا اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگو اس بات سے کہ تمکو اُن کے حوالہ کرے۔ اور جب تمکو خبر پہنچے کہ لوگ میری غیبت کرتے ہیں یا اُن کی کوئی شرارت دیکھو یا کوئی بُرائی اُن سے تمکو پہونچے تو اُن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرو اور اُن کے شر سے پناہ مانگو اپنے نفس کو مکافات کی فکر میں مشغول مت کرو ورنہ ضرر زیادہ ہوگا اور اس شغل میں عمر مفت برباد جائے گی۔ اور اُن سے یہ نہ کہو کہ تم نے ہماری قدر و منزلت نہ پہچانی اور یہ عقیدہ رکھو کہ اگر تم قدر و منزلت کے مستحق ہوگے تو اللہ تعالیٰ اُن کے دل میں ڈال ہی دیگا کیونکہ دلوں میں محبت اور بغض کا ڈالنے والا وہی ہے اور اُن میں اسطرح رہو کہ حق بات کو سن لو اور باطل سے سکوت کرو۔ اور اکثر لوگوں کی صحبت سے احتراز کرو کہ وہ نہ لغزش کو معاف کریں نہ خطا کو بخشیں نہ عیب کو چھپائیں حساب کوڑی کوڑی کا کریں تھوڑے بہت پر حسد کریں اپنا انتقام لیں دوسروں کا انصاف نہ کریں۔ بھول چوک پر مواخذہ کرنے بیٹھیں عفو کرنے سے اینٹھیں بھائیوں کو بہکائیں اور چغلی اور بہتان سے اُن میں مفارقت کرائیں اکثروں کی صحبت میں نقصان اور زیان ہے اور اُن سے علیحدہ رہنا زیبا اور خوشایان ہے۔ اگر خوش ہوئے تو بظاہر خوشامد ہے اور اگر ناخوش ہوئے تو دل میں کینہ اور حسد ہے نہ کینہ کی حالت میں اُن سے چین موجود ہے نہ خوشامد کی صورت میں توقع بہبود ہے بظاہر ذی لباس ہیں اور باطن میں موذی خناس کہاں کہاں خیال دوڑاتے ہیں تمھارے پیچھے چٹکیوں سے اشارے اُڑاتے ہیں۔ دوستوں کا یہ وفا ہے کہ حسد کے مارے اُنکی موت کا انتظار ہے جلسوں میں تمھاری خطائیں شمار کریں تاکہ غصہ اور وحشت کی حالت میں اُن سب کی تم پر بھرمار کریں اور جسکو خوب نہ آزمالو اُس کی دوستی پر اعتماد نہ کرو اور آزمانے کا طور

یہ ہے کہ مدت تک ایک مکان خواہ ایک جگہ میں اسکے ساتھ رہو اور بھائی اور موقوفی
اور توانگری اور مفلسی میں اسکو دیکھو یا اس کے ساتھ کوئی سفر کرو یا روپیہ اشرفی کا معاملہ
اس سے کرو یا تمکو کوئی سختی پیش آوے اور اس میں اس کے محتاج ہو تو ان باتوں میں
اگر اسکو اچھا پاؤ تو اگر وہ عمر میں تم سے بڑا ہے تو اس کو بمنزلہ باپ کے جانو اور اگر چھوٹا ہو
تو بیٹا تصور کرو اور اگر برابر ہو تو بھائی بناؤ۔ غرضکہ خلق کے ساتھ بسر کرنے کے یہ آداب ہیں جو مذکور ہوئے

دوسرا بیان ہمسایہ کے حقوق کے ذکر میں۔ واضح ہو کہ جس قدر اخوت اسلامی کے حق
ہیں ہمسائیگی کے ان سے سوا ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ہمسایہ مسلمان ہوگا تو اس کا
حق بہ نسبت اور مسلمانوں کے زیادہ ہوگا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ ہمسایہ تین ہیں۔ اول وہ جسکا ایک حق ہو۔ دوم وہ جنکے دو حق ہوں سوم وہ
جس کے تین حق ہوں۔ جس کے تین حق ہیں وہ تو مسلمان ہمسایہ رشتہ دار ہے کہ اسکو
حق ہمسائیگی اور حق اسلام اور حق قرابت حاصل ہے اور جسکے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے
کہ اسکو حق ہمسائیگی اور حق اسلام ہے اور جسکا ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے۔ تو دیکھنا
چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے صرف ہمسائیگی کے سبب سے مشرک کا حق ثابت کیا اور
ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیرے ہمسایہ میں رہے اُس کی ہمسائیگی اچھی طرح
کر کہ اس سے تو مسلمان ہو جائیگا اور فرمایا مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ
اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ اور فرمایا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَهٗ اور فرمایا
لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یَاْمَنَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ اور فرمایا قیامت کے دن اول جو باہم دو شخص
خصومت کریں گے وہ دو ہمسایہ ہونگے اور فرمایا جب تو نے اپنے ہمسایہ کے کتے کو ڈھیلا پھینک
مارا تو تو نے اسکو ایذا دی۔ اور کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور

عرض کیا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے کہ وہ مجکو ستاتا ہے اور گالی دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ آپنے فرمایا
کہ جاؤ اگر اُس نے تمھارے باب میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی تو تم اُسکے باب میں خدا تعالےٰ
کی اطاعت کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلانی عورت دن کو
روزہ رکھتی ہے اور رات بھر عبادت کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے آپ نے فرمایا۔
کہ وُہ دوزخ میں جائے گی اور ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
ہمسایہ کی شکایت کی آپنے فرمایا کہ صبر کر پھر تیسری یا چوتھی بار کی شکایت میں آپنے فرمایا کہ
اپنا اسباب راستہ میں ڈال دے۔ وُہ شخص کہتا ہے کہ لوگ اسباب کے پاس آتے تو پوچھتے کہ تجھے
کیا ہوا ہے کوئی کہدیتا اُس کے ہمسایہ نے اُس کو ستایا ہے تو وُہ کہتے کہ خدا تعالیٰ اُسپر لعنت
کرے۔ غرضکہ وُہ ہمسایہ اُس کے پاس آیا اور کہا کہ اپنا اسباب اُٹھالے بخدا کہ اب دوبارہ ایسی
حرکت نہ کروں گا اور زہری سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں اپنے ہمسایہ کی شکائیت کرنے آیا۔ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسجد شریف کے دروازہ پر
پکار دیا جائے کہ سن لو چالیس گھر ہمسایہ ہیں۔ زہری فرماتے ہیں کہ چالیس اِدھر اور چالیس اُدھر
اور چالیس ایسے اور چالیس ویسے اور چاروں طرف کو اشارہ کیا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا
کہ برکت اور نحوست عورت اور مکان اور گھوڑے میں ہے عورت کا مُبارک ہونا یہ ہے کہ مہر تھوڑا
ہونا اور نکاح سہولت سے ہونا اور اُسکا خوش خلق ہونا اور اُسکی نحوست یہ ہے کہ مہر کا زیادہ ہونا اور نکاح
بدشواری ہونا اور اُس کا خُلق بُرا ہونا اور مکان کا مُبارک ہونا یہ ہے کہ فراخ ہو اور ہمسایہ اچھے ہوں
اور اُسکی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایہ بُرا ہو اور گھوڑے کا مُبارک ہونا اُسکا فرمانبردار ہونا۔ اور
عادت کا اچھا ہونا ہے اور اُسکی نحوست غیبی اور بدرکاب ہونا ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ ہمسایہ کا حق یہی نہیں کہ
اُسکو ایذا نہ دیجئے کیونکہ یہ بات اینٹ پتھر وغیرہ میں بھی ہے کہ اُنسے ایذا نہیں پہنچتی۔ بلکہ یہ چاہیئے کہ اگر ہمسایہ

ایذا دے تو برداشت کرے اور صرف برداشت ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ اُسکے ساتھ نرمی کرے اور
سلوک اور احسان سے پیش آوے کیونکہ کہتے ہیں کہ مفلس ہمسایہ قیامت کے دن اپنے ہمسایہ
توانگر سے لپٹیگا اور عرض کریگا کہ یارب اِس سے سوال کر کہ اپنے سلوک سے مجکو کیوں محروم
رکھا اور مجھ سے اپنا دروازہ کیوں بند کیا اور ابن مقنع کو خبر پہنچی کہ اُن کا کوئی ہمسایہ مدیون ہوگیا
ہے اور اپنے قرضہ میں مکان بیچتا ہے اور آپ اُس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھا کرتے تھے فرمایا کہ
اگر اس شخص نے مفلسی کے سبب اپنا گھر بیچدیا تو ہمکو اُس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے کا حق
بھی ادا نہ ہوا پھر اُس کو مکان کا دام دے کر کہا کہ گھر کو فروخت مت کرو اور کسی بزرگ نے ذکر
کیا کہ ہمارے گھر میں چوہے بہت ہوگئے ہیں اُن سے کسی نے کہا آپ بلی کیوں نہیں پال
لیتے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ ڈر ہے کہ کہیں بلی کی آواز سُنکر چوہے ہمسایوں کے مکانوں میں نہ
چلے جائیں اور جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ اُن کے لیے پسند کروں اور ہمسایہ کے حقوق
مجمل یہ ہیں کہ اُس سے پیشتر سلام کرے اور گفتگو کو اُس کے ساتھ طوالت نہ دے اور نہ اُس کے
حال کو بہت استفسار کرے اور حالتِ مرض میں اُس کی بیمار پرسی کرے اور مصیبت میں
اُس کو تسلی دے اور اُسکا ساتھ نہ چھوڑے اور خوشی میں مبارکباد دے اور آپ بھی اُسکے
ساتھ خوشی ظاہر کرے اور اُس کی خطاؤں سے درگذر کرے اور چھت پر سے اُس کے
گھر میں نہ جھانکے اور دیوار پر کڑیاں رکھنے یا پرنالہ سے پانی گرنے یا صحن سے مٹی ڈالنے
میں اُس کو دق نہ کرے اور اُسکے گھر میں جانیکا راستہ تنگ نہ کرے اور جو کچھ وہ اپنے گھر میں
لیجاوے اُس پر تاک نہ لگاوے اور اگر اُسکا کوئی عیب معلوم ہو تو اُس کو چھپائے اور اگر اُس پر
کوئی حادثہ واقع ہو تو جھٹ پٹ اُس کی دستگیری کرے اور وہ جب گھر پر نہ ہو تو اُسکے
مکان کے دیکھنے سے غافل نہ رہے اور اُس کی بُرائی نہ سُنے اور اُسکے اہلخانہ سے آنکھ تلے

رکھے اور اُس کی خادمہ پر ٹکٹکی نہ لگائے اور اُسکے بچّہ سے گفتگو میں نرمی برتے اور جو کچھ اُسکو دُنیا اور دین کا معلُوم نہ ہو اُسکو ٹھیک ٹھیک بتادے اور سوا اُن کے وہ حقوق جو عام مُسلمانوں کے لیے ہم ذکر کر چکے ہیں اُنکا لحاظ ہمسایہ کے ساتھ بھی رکھے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ تمکو معلوم ہے کہ ہمسایۂ کا حق کیا ہے اُس کے حق یہ ہیں کہ اگر تُم سے مدد چاہے تو اُس کی مدد کرو اور قرض مانگے تو قرض دو اور اگر تُم سے کوئی کام اُٹھے تو پُورا کرو اور بیمار ہو تو عیادت کرو اور مرجائے تو جنازے کے ہمراہ جاؤ اور اُس کو کچھ بہتری حاصل ہو تو مُبارکباد کہو اور مُصیبت پڑے تو تعزیت کرو اور بدوں اُس کی اجازت اپنی عمارت اُونچی مت کرو کہ اُس کی ہوا رُکے اور اگر کوئی میوہ خرید کرو تو اُس کو ہدیہ دو ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ اور اپنے بچّے کو میوہ لے کر باہر نہ جانے دو تاکہ اُس کے بچّے کو رنج نہ ہو اور اپنی ہانڈی کی خوشبو اور بگھار سے اُس کو ایذا مت دو مگر اُس صورت میں کہ ایک چمچہ اُسکے یہاں بھی بھیجو تمکو معلُوم ہے کہ ہمسایۂ کے حقوق کیا ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسایہ کا حق اُسی سے ادا ہوگا جس پر خدا تعالیٰ رحم کرے۔ اسیطرح اِس حدیث کو روایت کیا ہے۔ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور اُس نے اپنے دادے سے اور اُس نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا اور اُن کا ایک غلام بکری کا پوست اُتار رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے غلام جب بکری صاف کر چکے تو اوّل ہمارے ہمسایہ یہودی کو دینا کئی بار آپ نے ایسا ہی فرمایا تب اُس غلام نے عرض کیا کہ آپ کتنی بار فرمائیں گے آپ نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ ہمکو ہمسایہ کے باب میں وصیت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمکو خوف ہُوا کہ کہیں اُسکو وارث تو نہیں کردیں گے اور ہشام فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کے نزدیک قربانی کا

گوشت یہود اور نصاریٰ کو کھلاتے ہیں کچھ مضائقہ نہ تھا اور ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو وصیت کی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اُس میں شوربا زیادہ کرو پھر اپنے ہمسایہ کے گھر والوں کو دیکھو اور اُس میں سے اُن کے لیے نکال کر بھیجدو۔ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسایہ ہیں ایک کا دروازہ تو میرے سامنے ہے اور دوسرے کا دروازہ مجھ سے دور ہے اور بعض اوقات میرے پاس اتنی چیز ہوتی ہے کہ دونوں کو دینے کی گنجائش نہیں ہوتی تو اُن دونوں میں کس کا حق زیادہ ہے آپ نے فرمایا جسکا دروازہ تمھارے سامنے ہے اُسکا حق زیادہ ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اپنے فرزند عبدالرحمن کو دیکھا کہ اپنے ہمسایہ سے تُند خوئی اور درشت کلامی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمسایہ سے ایسا نہ کرو کہ بات رہجاتی ہے اور آدمی چل دیتے ہیں اور حسن بن عیسےٰ نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؓ سے پوچھا کہ میرا ہمسایہ میرے پاس آکر شکایت کرتا ہے کہ تمھارے غلام نے ایسا کیا۔ اور غلام اُس فعل سے انکار کرتا ہے تو اب غلام کو مارنے کو بھی دل نہیں چاہتا کہ شاید وہ مجرم نہ ہو اور اُسکا چھوڑ دینا بھی بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہمسایہ مجھ سے ناراض ہوگا تو اب میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارا غلام اگر کوئی قصور کرے تو اُس کو اُسوقت سزا نہ دو جب ہمسایہ اُس کی شکایت کرے تو اُسی قصور سابق پر اُسے ادب دو کہ اس صورت میں ہمسایہ بھی راضی رہے گا اور اُس کی سزا بھی قصور ہی پر ہو جاوے گی اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دس باتیں مکارم اخلاق کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اُس کو عنایت کرتا ہے ممکن ہے کہ آدمی میں ہوں اور اُس کے باپ میں نہ ہوں اور غلام میں ہوں اور اُس کے آقا میں نہ ہوں۔ اول راست گفتاری دوم لوگوں سے

راستی برتنی رسوم سائل کو دینا۔ چہارم سلوک کا مکافات کرنا پنجم صلہ رحم ششم امانت کی حفاظت ہفتم ہمسایہ کے حق کی رعایت ہشتم ہم صحبتی کا پاس نہم مہمان کی دعوت دہم جو سب کی اصل ہے وہ حیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر نہ جانے گو بکری کی کھر ہی ہو اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مرد مسلمان کی یہ بھی سعادت ہے کہ مکان وسیع اور ہمسایہ نیک اور سواری عمدہ سیدھی ہو اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو کیسے معلوم ہو کہ میں نے کوئی کام اچھا کیا یا بُرا آپ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے ہمسایوں کو کہتے سُنے کہ اچھا کیا تو جان لے کہ اچھا کیا اور اگر یوں کہتے سُنے کہ بُرا کیا تو معلوم کر کہ بُرا کیا۔ اور حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی دیوار میں کوئی ہمسایہ یا شریک ہو تو اُسکو فروخت نہ کرے جبتک ہمسایہ یا شریک پر پیش نہ کرے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا ہے کہ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کی دیوار میں کڑیاں رکھ لے خواہ وہ راضی ہو یا نہ ہو اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدُکُمْ جَارَہٗ اَنْ یَّضَعَ خَشَبَۃً فِیْ حَائِطِہٖ۔ اور حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے کہ تم اس بات سے اعراض کیوں کرتے ہو میں تو اُس کو تمہارے شانوں کے بیچ میں لاؤ ڈونگا یعنی ہمسایہ کو لکڑی دیوار پر رکھنے سے منع مت کرو اور اُسکو ناگوار مت جانو میں تمسے اس سُنت کی تعمیل بزور لونگا اور بعض علما اسکے وجوب کیطرف گئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا عَسَّلَہٗ کسی نے عرض کیا عسلہ کے کیا معنے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہمسایوں کے نزدیک اُسکو محبوب کر دیتا ہے۔

تیسرا بیان اقارب کے حقوق کے ذکر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

یَقُولُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھٰذِہِ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَھَا اسْمًا مِّنْ اِسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلْتُہٗ وَ
مَنْ قَطَعَھَا بَتَتُّہٗ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّنْسَأَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ وَیُوَسَّعَ لَہٗ فِیْ
رِزْقِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ اور ایک حدیث میں روایت یوں ہے جس شخص کو خوشی معلوم ہو کہ اسکی عمر دراز
ہو اور رزق میں وسعت ہو تو چاہیے کہ خدائے تعالیٰ سے ڈرے اور اپنے رشتہ قرابت کو ملا رکھے اور کسی نے آنحضرت
صلعم سے پوچھا کہ کونسا آدمی افضل ہے آپنے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہو اور صلہ رحم بیشتر کرتا ہو اور
امر معروف اور نہی عن المنکر بہت کرتا ہو اور حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ مجکو میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
کی کہ صلہ رحم کر اگرچہ تجھ سے اعراض کیا جائے اور مجکو حکم فرمایا کہ حق کہوں اگرچہ تلخ ہو اور آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ قرابت عرش سے لٹکتی ہے اسکو جوڑنے والا وہ نہیں جو مکافات کرے بلکہ جوڑنیوالا وہ
ہے کہ جب اسکی قرابت منقطع ہو جائے تو وہ اسکو جوڑے اور فرمایا کہ سب طاعتوں میں جلد تر ثواب صلہ
رحم کا ملتا ہے یہاں تک کہ گھر والے بدکار ہوتے ہیں لیکن انکے مال بڑھتے ہیں اور شمار زیادہ ہو
جاتا ہے جسوقت کہ باہم صلہ رحم کرتے ہیں اور زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ معظمہ کی فتح کے لیے نکلے تو ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپکا ارادہ
خوبصورت عورتوں اور سرخ اونٹنیوں کا ہو تو آپ بنی مدلج پر قصد کریں آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے مجکو بنی مدلج سے منع فرمایا ہے اسلئے کہ وہ صلہ رحم کرتے ہیں۔ اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق
فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں تشریف لائیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت
میں عرض کیا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ ابھی تک مشرکہ ہے میں اس سے ملوں آپنے
فرمایا ہاں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں اسکو کچھ دوں آپنے فرمایا ہاں صلہ رحم کر اور ایک
حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مساکین پر صدقہ کرنا ایک ہی صدقہ ہے اور قرابت والے کو کچھ دینا دو
صدقے ہیں اور جب حضرت ابو طلحہ نے چاہا کہ اپنا باغ جو انکو محبوب تھا صدقہ کریں موجب اس

آیت کے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں عرض کیا کہ یہ باغ فی سبیل اللہ اور فقرا اور مساکین کے لیئے ہے آپنے فرمایا کہ تمہارا ثواب
ثابت ہوگیا اب اِس کو اپنے اقارب میں تقسیم کردو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
افضل دینا اِس قرابتی کا ہے جو باطن میں عداوت رکھتا ہو اور یہ ارشاد ایسا ہی ہے
جیسا یہ فرمایا ہے کہ نیکیوں میں افضل یہ ہے کہ ملو اُس سے جو تم سے علیحدہ رہے اور دو
اُسکو جو تمکو محروم کرے اور درگذر کرو اُس سے جو تمپر ظلم کرے۔ اور مروی ہے کہ حضرت عمرؓ
نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اقارب سے کہدو کہ باہم ملاقات کیا کریں اور ایک دوسرے کے ہمسائے
میں نہ رہیں اور پاس رہنے کو اس لیئے منع فرمایا کہ ہمسایہ میں رہنے سے حقوق بہت سے ہوجاتے
ہیں اور بعض اوقات موجب وحشت اور قطع قرابت ہوا کرتے ہیں۔ اب معلوم کرنا چاہیئے
کہ جس قدر قرابت مضبوط ہوتی ہے اُسی قدر حقوق بھی مؤکد ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ
مخصوص اور قریب ماں باپ کی قرابت اولاد کے ساتھ ہے۔ اِس لیئے والدین اور اولاد
کے حقوق اور اقارب سے زیادہ ہیں والدین کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں لَنْ يَّجْزِىَ وَلَدٌ وَالِدَهٗ حَتّٰى يَجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ اور فرمایا
والدین کیساتھ سلوک کرنا نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے اور فرمایا
کہ جو شخص صبح کے وقت اپنے ماں باپ دونوں کو خوش رکھے اُسکے لیئے جنت کیطرف دو دروازے
کھلجاتے ہیں اور جو شخص شام کے وقت اُنکی مرضی کے مطابق ہے اُسکو بھی ایسا ہی ہے اور اگر
ماں باپ میں سے ایک ہی ہوگا تو ایک ہی دروازہ کھلے گا۔ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں اِس جملے
کو تین بار فرمایا اور جو کوئی صبح کو اپنے ماں باپ کو ناراض کریگا اُس کے لیئے دو دروازے
دوزخ کیجانب کھلجائینگے اور جو شام کو ناراض کریگا اُسکا بھی یہی حال ہے اور اگر ایک ہوگا تو ایک ہوگا اگرچہ

وہ ظلم کریں اُسکو تین بار مکرّر فرمایا۔ اور ایک حدیث میں فرمایا کہ جنّت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے مگر فرزند نافرمان اور قرابت کا توڑنے والا اُس کو نہ سونگھیں گے اور فرمایا کہ احسان کر اپنے ماں اور باپ اور بہن اور بھائی کے ساتھ پھر اور رشتہ داروں کے ساتھ بحسب قُرب قرابت۔ اور مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرمایا کہ اے موسیٰ جو شخص اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتا ہے اور میری نافرمانی کرتا ہے اُسکو میں مطیع لکھتا ہوں اور جو شخص ماں باپ کی نافرمانی کرے اور میری اطاعت کرے اُس کو میں نافرمان لکھتا ہوں اور کہتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السّلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو حضرت یوسف کھڑے نہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن پہ وحی بھیجی کہ کیا تم اپنے باپ کی تعظیم کے لیئے کھڑے ہونیکو گراں جانتے ہو قسم ہے اپنی عزّت اور جلال کی تیری پُشت سے کوئی نبی نہیں پیدا کروں گا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صدقہ دینا چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ اپنے ماں باپ کے نام سے دیدے جس صورت میں کہ وہ دونوں مُسلمان ہوں پس اُسکا ثواب اُن دونوں کو ملے گا اور اُس کو بھی اُنھیں کی برابر ثواب ملتا ہے بدوں اس بات کے کہ اُن کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ اور مالک بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں تھے کہ اتنے میں ایک شخص بنی سلمہ میں سے آپکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے والدین مر گئے ہیں اُنکا حق مجھپر کوئی ہے کہ ادا کروں فرمایا کہ ہاں اُن کے لیے نماز پڑھ اور دُعائے مغفرت مانگ اور اُنکا عہد و وصیّت بجا لا اور اُن کے دوستوں کی تعظیم کر اور صلہ رحم کر جسکا پیوند اُنھیں دونوں کے سبب سے ہے اور فرمایا اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ اور فرمایا کہ ماں کے ساتھ سلوک کرنا

باپ کی نسبت کردونا ہے۔ اور فرمایا کہ ماں کی دُعا بہت جلد قبول ہوتی ہے لوگوں نے
عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ وُہ باپ کی نسبت کر زیادہ مہربان ہوتی ہے
اور رحم کی دُعا ساقط نہیں ہوتی اور اولاد کے حقوق یہ ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم
سے پُوچھا کہ میں کس کے ساتھ سلوک کروں آپ نے فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ اُس نے
عرض کیا کہ میرے ماں باپ نہیں فرمایا کہ اپنے بچّہ پر احسان کر جیسا تیرے والدین کا حق
تجھ پر ہے ویسا ہی تیرے بچّہ کا حق ہے۔ اور ایک حدیث میں فرمایا اللہ رحم کرے اُس
باپ پر جو اپنے فرزند کی مدد نیک ہونے پر کرے یعنی اُس سے ایسے بُرے کام نہ کرے
جس سے وُہ نافرمان ہو جائے اور فرمایا کہ دینے میں اپنی سب اولاد کو برابر کرو۔ اور کہتے ہیں کہ
فرزند سات برس کی عمر تک آدمی کا کھلونا اور گلدستہ ہے اور سات برس تک خادم پھر
یا دشمن ہے یا شریک۔ اور انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ
فرزند کی پیدائش کے ساتویں روز اُسکا عقیقہ ہو اور نام رکھا جائے اور آلائش دُور کیجائے
اور جب چھ برس کا ہو تو اُسکو ادب سکھایا جاوے اور نو برس کا ہو تو اُس کا بستر علیحدہ
کیا جاوے اور تیرہ برس کا ہو تو نماز نہ پڑھنے پر پیٹا جاوے اور جب سولہ برس کا ہو جاوے
تو اُسکا باپ اُس کی شادی کر دے۔ پھر اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ میں نے تجکو ادب سکھایا
علم پڑھایا نکاح کر دیا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ دُنیا میں تیرے فتنہ سے اور
آخرت میں تیرے عذاب سے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ فرزند کا حق والد پر یہ
ہے کہ اُس کو اچھی طرح ادب سکھائے اور اُسکا نام اچھا رکھے۔ اور فرمایا کُلُّ غُلَامٍ رَهِينٌ
بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جب تم
عقیقہ ذبح کرو تو اُسکے بال لیکر خون کی رگوں کے سامنے کردو۔ پھر اسی طرح خون میں تر کر کے

لڑکے کی چوٹی پر رکھدو تاکہ خون ناک کی طرح بہ جاوے پھر اُسکا سر دھوڈالا جاوے اُسکے
بعد بال مونڈے جاویں اور ایک آدمی حضرت عبداللہ بن مُبارک کی خدمت میں آیا اور
اپنے کسی لڑکے کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ تو نے اُسکو کبھی بددُعا دی ہے اُس نے کہا ہاں
آپنے فرمایا کہ خود کردہ را چہ علاج اُسکو تو نے ہی بگاڑا اور بچہ کے اوپر رحم اور نرمی کرنا مستحب ہے
اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام
کو پیار کر رہے ہیں اُس نے عرض کیا کہ میرے دس لڑکے ہیں میں نے اُنمیں سے کسی کو پیار
نہیں کیا آپنے فرمایا مَن لا یَرحَم لا یُرحَم اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجکو ایک روز فرمایا کہ اسامہ کا مُنھ دھودو میں دھونے لگی مگر گھن کرتی تھی
آپ نے میرا ہاتھ جھٹک دیا پھر اُسامہ کو لیکر اُس کا مُنھ دھویا اور پیار کیا اور فرمایا کہ اُسنے
ہم پر احسان کیا کہ لڑکی نہیں ہُوا۔ اور ایک بار آپ منبر پر تھے اور حضرت امام حسن علیہ السلام
پھسلے آپ نے اتر کر اُن کو اُٹھالیا اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَموَالُکُم وَاَولَادُکُم فِتنَۃٌ اور عبداللہ
بن شداد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے کہ اتنے میں حضرت
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی گردن پر سوار ہو گئے جس وقت کہ آپ سجدہ
میں تھے آپنے سجدہ میں بہت سی دیر لگائی یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہُوا کہ کوئی
نیا مُعاملہ ہُوا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپنے سجدہ لنبا کیا
یہاں تک کہ ہمنے گمان کیا کہ کوئی اور بات ہو گئی آپنے فرمایا کہ یہ میرا فرزند مجھ پر سوار ہو گیا
تھا اِس لیئے مجھے اچھا نہ معلوم ہُوا کہ بدوں اُس کے مطلب پُورا ہونے کے جلدی اُتار
دوں اور اُس میں کئی فائدے بھی ہوئے۔ اوّل تو قرب الی اللہ کہ سب سے زیادہ قرب
حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔ دوسرے اولاد پر رحم کرنا۔ تیسرے امت کو ترحم سکھلانا اور ایک

حدیث میں ارشاد فرمایا کہ فرزند کی بو جنت کی بو سے ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ نے احنف بن قیس کو بلوایا جب وہ آئے تو دریافت کیا کہ اولاد کے باب میں آپ کیا کہتے ہیں انھوں نے فرمایا اے امیر المومنین وہ ہمارے دلوں کے میوے اور پشتوں کے تکیے ہیں ہم اُن کے حق میں زمین فرمانبردار اور آسمان سایہ دار ہیں۔ بڑی بڑی مہمات میں ہم انھیں کی خاطر گھسنتے ہیں۔ اگر وہ کچھ مانگیں تو اُن کو دو اور اگر روٹھ جائیں تو مناؤ کہ پھر تمکو دل وجان سے چاہیں گے اور حتی الوسع تم سے محبت رکھیں گے اور تم اُنپر بھاری مت ہو اور سخت مت پکڑو ورنہ تمھاری زندگی سے عاجز ہو کر چاہیں گے کہ جلد مر جاؤ اور تمھارے پاس رہنا اُن کو برا معلوم ہو گا۔ امیر صاحب نے اُن سے فرمایا کہ اے احنف بخدا تمھارے آنے سے پیشتر میں یزید پر چلا بھنا بیٹھا تھا۔ جب احنف رخصت ہوئے تو امیر صاحب یزید سے خوش ہوئے اور اُس کے پاس دو لاکھ درم اور دو سو تھان بھیجدیے۔ یزید نے اُس میں سے آدھا احنف کو بانٹ دیا یعنی لاکھ درم اور سو تھان اُن کے پاس روانہ کیے غرض کہ ان اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کا حق نہایت موکد ہے اور اُن کے حقوق کی بجا آوری اخوت کے بیان سے تمکو معلوم ہو گئی جسکو ہم پہلے لکھ آئے ہیں کیونکہ یہ علاقہ اخوت سے موکد تر ہے۔ بلکہ اسمیں دو باتیں زائد ہیں اول یہ کہ اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ طاعت والدین کی شبہات میں واجب ہے گو حرام محض میں واجب نہیں یہاں تک کہ اگر تمہارے بدوں کھانا کھانے میں وہ ناراض ہوں تو تمکو چاہیئے کہ اُنکے ساتھ کھاؤ۔ اِس لیئے کہ شبہہ کا ترک کرنا ورع ہے اور راضی رکھنا والدین کا واجب تو واجب پر ورع کو تقدیم نہیں ہو سکتی اسی طرح کسی امر مباح یا نفل میں تمکو جائز نہیں کہ بدوں اُن کی اجازت کے سفر کرو اور فرض اسلام کے حج کو جلدی جانا بھی نفل ہے اس لیئے کہ اُسکا ادا تاخیر کے ساتھ

بھی ہو سکتا ہے اور طلب علم کے لیئے سفر کرنا بھی نفل ہے مگر اُس صورت میں کہ نماز اور روزہ اور دوسرے فرائض کا علم حاصل کرنا منظور ہو اور شہر میں کوئی بتانے والا نہ ہو جیسے کوئی شخص مثلاً اوّل اوّل اسلام لایا اور شہر میں شریعت اسلامیہ کا سکھانیوالا کوئی نہیں تو اس صورت میں والدین کے حقوق کا مقید نہ رہے اور وطن چھوڑ دے ورنہ بدوں اُن کی مرضی کے سفر اختیار نہ کرے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور جہاد کا ارادہ کیا تو آپ نے اس سے استفسار فرمایا کہ یمن میں تیرے والدین ہیں یا نہیں اُسنے عرض کیا کہ ہیں آپ نے پوچھا کہ اُنھوں نے تجکو اجازت بھی دی اُس نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ تو اوّل جا کر اپنے والدین سے اجازت لے اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرنا ورنہ جتنا تجھ سے ہو سکے اُن کی اطاعت کرنا کہ یہ امر توحید کے بعد اور اعمال سے بہتر ہے جنکو تو خدا تعالیٰ کے سامنے لے جائیگا۔ اور ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جہاد کے باب میں آپ سے مشورہ لے آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تیری ماں ہے کہ نہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ ہے آپنے فرمایا کہ اُس کے ساتھ رہ کہ جنّت اُس کے پاؤں کے تلے ہے اور ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس کی درخواست تھی کہ ہجرت پر بیعت کرے اور عرض کیا کہ میں آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوا ہوں کہ اپنے والدین کو رولا لیا ہے آپنے فرمایا کہ تو اُن دونوں کے پاس جا اور جیسا اُن کو رولایا ہے اُسی طرح اُن کو ہنسا۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِھِمْ کَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔ اور فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی سواری شوخی کرے یا اُس کی بی بی خواہ اور کوئی گھر والا بدخلق ہو جائے تو چاہیئے کہ اُس کے کان میں اذان کہے یعنی اس سے سواری کی شوخی اور آدمی کی بدخلقی زائل ہو جائے گی۔

چوتھا بیان

مملوک کے حق کے ذکر میں

واضح ہو کہ ملک کی دو قسمیں ہیں ایک ملک نکاح دوسری ملک رقبہ۔ اوّل کے حقوق آداب نکاح میں گذر چکے اور ملک رقبہ بھی کچھ حقوق کی مقتضی ہے جنکی رعایت لونڈی غلاموں کے ساتھ ضروری ہے۔ اس لیے کہ سب سے پچھلی وصیت آنحضرت صلعم نے یہی فرمائی کہ اپنے لونڈی غلاموں کے باب میں خدا تعالیٰ سے ڈرو جو کچھ تم کھاتے ہو انہیں سے اُن کو کھلاؤ اور جو پہنتے ہو اُس میں سے اُن کو پہناؤ اور اُن سے ایسے کام بزدرست لو جن کی اُن کو طاقت نہ ہو اور جو تم کو پسند ہوں اُن کو رہنے دو اور جن کو بُرا جانو اُنکو فروخت کر ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب مت دو کہ خدا تعالےٰ نے اُن کو تمھارے بس میں کردیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو تمکو اُن کی ملک میں کردیتا اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ مملوک کو کھانا اور لباس اچھی طرح دینا چاہئیے اور اُس سے زبردستی وہ کام لیا جاوے جسکی اُسکو طاقت نہ ہو اور فرمایا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا خَائِنٌ وَّلَا سَیِّئُ الْمَلَکَةِ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم خادم سے کتنے بار قصور کو معاف کیا کریں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سکوت فرمایا۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ ہر روز ستّر بار معاف کیا کرو اور حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ ہر شنبہ کے روز عوالی کو جایا کرتے جو مدینہ منورہ سے تین میل ہے پس اگر کسی غلام کو ایسے کام میں پاتے جس کی طاقت اُسکو نہ ہوتی تو اُس سے کچھ کام کم کردیتے اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنی سواری پر دیکھا اور اُس کا غلام پیچھے دوڑتا آتا تھا۔ فرمایا کہ اے بندۂ خدا اس کو بھی اپنے

پیچھے بٹھا لے کہ وہ تیرا بھائی ہے جیسی جان تجھ میں ہے ویسی ہی اُس میں بھی ہے اُسنے اُس کو
بھی بٹھا لیا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالےٰ سے دُوری میں ہوتا جاتا ہے جب
تک کہ آدمی اُس کے پیچھے پیادہ چلتے ہیں اور حضرت ابو درداؓ کی ایک لونڈی نے اُن سے
عرض کیا کہ میں نے تمکو ایک برس سے زہر دیا مگر تم میں کچھ اثر نہ ہوا آپنے پوچھا کہ تو نے زہر
کیوں دیا اُس نے عرض کیا کہ اس خیال سے کہ آپ سے راحت ملجائے آپنے فرمایا کہ تو جا بیٹے
خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے تجھکو آزاد کیا اور زہریؒ فرماتے ہیں کہ جب تو مملوک کو کہے کہ خدا تعالےٰ
تجھکو رسوا کرے تو وہ آزاد ہے اور احنف بن قیس سے کسی نے پوچھا کہ تم نے بردباری کس سے
سیکھی۔ اُنھوں نے کہا کہ قیس بن عاصم سے۔ سائل نے کہا کہ اُن کا حلم کیا مشہور ہے کہا کہ
وہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں اُن کی لونڈی ایک سیخ کباب کی اُن کے پاس لائی وہ
سیخ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اُن کے لڑکے پر گری جو اُسی وقت زخمی ہو کر مر گیا۔ اُس لونڈی
کے حواس جاتے رہے اور نہایت ہراسان ہوئی اُنھوں نے سوچا کہ بدوں آزاد کرنے کے
اسکا ڈر موقوف نہ ہوگا۔ اُس سے کہا کہ خوف مت کر جا تو آزاد ہے۔ اور عون بن عبداللہ کا
غلام جب اُن کی حکم عدولی کرتا تو فرماتے کہ تو اپنے آقا کے مثل ہوگیا کہ تیرا آقا اپنے خاوند
کی نافرمانی کرتا ہے اور تو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے۔ ایک روز اُس غلام نے اُنکو بہت
آزردہ کیا تو فرمایا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھکو ماروں سو یہ نہ ہوگا جا تو آزاد ہے۔ اور میمون بن
مہران کے پاس ایک لونڈی تھی آپکے یہاں کوئی مہمان آگیا۔ آپنے لونڈی سے کہا کہ کھانا
جلد لے آ۔ وہ ہاتھ میں بھرا پیالہ لے کر جلد چلی اور ایسی پھسلی کہ وہ پیالہ آقا کے سر پر گر گیا اُنھوں
نے فرمایا کہ تو نے مجھکو جلا دیا۔ لونڈی نے عرض کیا کہ اے خیر کے سکھانے والے اور لوگوں کو
ادب دینے والے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بموجب کاربند ہوجیے۔ اُنھوں نے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ

نے کیا ارشاد فرمایا ہے اُس نے کہا کہ وہ فرماتا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے غصہ کو ضبط کیا۔ اُس نے کہا کہ آگے یہ ارشاد ہے۔ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے تجکو معاف کیا۔ اُسنے کہا کہ کچھ اور بھی سلوک کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اُنھوں نے فرمایا کہ تو خدا تعالیٰ کے لیئے آزاد ہے۔ اور ابن منکدر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اصحاب رسول اللہ صلّعم سے اپنے غلام کو مارا اُس نے یہ کہنا شروع کیا کہ خدا تعالےٰ کے لیئے اور اُسکی رضا کے لیئے مجھے چھوڑدو مگر اُس شخص نے معاف نہ کیا۔ آنحضرت صلّعم نے غلام کی فریاد سُنی اور اُس شخص کے پاس قدم رنجہ فرمایا جب اُس نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا اپنا ہاتھ روک لیا آپنے فرمایا کہ اس غلام نے تم کو خدا کے واسطے دیئے تُمنے معاف نہ کیا۔ اب مجکو دیکھکر دست کش ہوئے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ آزاد ہے خدا تعالیٰ کی رضا کے لیئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتشِ دوزخ تمھارا مُنھ پھونک دیتی۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اچھّی طرح کرتا ہے تو اُس کو دُوہرا ثواب مِلتا ہے۔ اور جب ابُو رافعؓ آزاد ہوئے تو روئے اور کہا کہ مجکو دو ثواب مِلتے تھے اب ایک جاتا رہا اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے سامنے تین ایسے شخص پیش کیئے گئے جو سب سے پیشتر جنّت میں جائیں گے اور تین ایسے جو اوّل دوزخ میں داخل ہونگے۔ جو تین کہ اوّل جنّت میں جائیں گے ایک شہید ہے دوم غلام جس نے اپنے پروردگار کی عبادت اچھّی طرح کی اور اپنے آقا کی خیر خواہی کی۔ سوم پارسا عیالدار سوال کا تارک۔ اور جو تین دوزخ میں اوّل جائیں گے ایک امیر ظالم دوسرا مالدار کہ خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تیسرے فقیر شیخی باز۔ اور ابُو مسعودؓ

انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اتنے میں اپنی پشت کی جانب سے دو بار آواز سنی۔ خبردار اے ابو مسعودؓ میں نے جو منہ پھیر کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا آپ نے فرمایا کہ بخدا جتنی قدرت تجکو اس پر ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو تجھپر قدرت ہے اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جب کوئی تم میں خادم مول لے تو چاہیئے کہ اوّل اس کو شیرینی کھلائے کہ اسکے نفس کے حق میں یہ اچھی ہے اس حدیث کو معاذؓ نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اسکا کھانا لاوے تو چاہیئے کہ اسکو ساتھ بٹھلا کر کھلائے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کو علٰحدہ دیدے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب کسی کے غلام نے کھانا تیار کرکے اسکو پکاتے۔ رندھنے کی محنت سے بچا دیا اور کھانا اسکے سامنے لا رکھا تو چاہیئے کہ اسکو بٹھلا کر ساتھ کھلائے ورنہ علٰحدہ دیدے یا ایک لقمہ کو روغن میں تر کرکے اسکے ہاتھ پر رکھدے اور کہے کہ اسکو کھالے اور جب آپ نے فرمایا کہ روغن میں تر کرکے تو ہاتھ سے اشارہ بھی کر دیا کہ ایسے تر کرے۔ اور ایک شخص حضرت سلمان فارسیؓ کی خدمت میں گیا دیکھا تو آپ آٹا گوندھتے ہیں اس نے عرض کیا کہ آپ کیوں گوندھتے ہیں۔ خادم کہاں ہیں فرمایا کہ اسکو ہمنے اور کام کو بھیجا ہے ہمکو اچھا نہ معلوم ہوا کہ اس پر دو کام اکٹھے کر دیں۔ اور ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا وَاَحْسَنَ اِلَيْهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَذَالِكَ لَهُ اَجْرَانِ اور ایک اور حدیث میں فرمایا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولُوْنَ عَنْ رَعِيَّتِهِ غرض کہ مملوک کے حقوق مجمل یہ ہیں کہ خوراک اور پوشاک میں ان کو اپنا شریک کرے اور طاقت سے زیادہ کام نہ لیوے اور ان کیطرف تکبّر اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور ان کے قصور معاف کرے اور جب ان پر غصہ آوے تو یوں سوچے کہ میں بھی تو آخر اللہ تعالےٰ

کی سرکار کا غلام ہوں اُس کی طاعت میں قصور کرتا ہوں اور وُہ سزا نہیں دیتا۔ اگر اسنے کوئی خطا کی تو کیا عجب ہے حالانکہ خدا تعالیٰ مجھپر زیادہ قادر ہے بہ نسبت اسکے کہ میں اسپر قادر ہوں۔ فضالہ بن عبید روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کے احوال کی پرسش نہوگی۔ ایک وُہ جو جماعت سے علیحدہ ہوا۔ دوم جسنے امام کی نافرمانی کی اور اُسی حالت میں مرا ان دونوں کی پرسش نہوگی۔ سوم وُہ عورت جس کا خاوند چلا گیا اور دُنیا کی ضروریات سے اسکو فارغ کر گیا۔ مگر اُسکے بعد اُس نے بناؤ سنگار کیا اور باہر نکلی تو اُس کی بھی پرسش نہوگی اور تین اور ہیں جنکے حال کی پرسش نہوگی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ سے اُسکی چادر اور ازار میں منازعت کرے اور اُسکی چادر کبریا اور ازار عزت ہے اور ایک وُہ شخص کہ اللہ تعالےٰ سے شک میں ہے اور ایک وُہ کہ اُسکی رحمت سے ناامید ہو۔ ف چادر کبریا ہے اور ازار عزت ہے یہ جملے بطور مثال کے ہیں یعنی جیسے ایک چادر اور ازار میں دُوسرا شریک نہیں ہوتا ویسے ہی خدائے تعالیٰ اپنی کبریائی اور عزت میں یکتا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں۔ باب آداب صحبت تمام ہوا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بعض حالات حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ

مؤلفہ منشی نادر حسین عزیز نگرامی سلمہ السامی

کنیت آپ کی ابو حامد نام نامی محمد بن محمد بن احمد الغزالی لقب حجۃ الاسلام زین الدین الطوسی ہے آپ فقیہ شافعی مذہب تھے ۴۵۰ھ ہجری صلعم میں پیدا ہوئے اور ابتدا تحصیل علم سرزمین طوس میں کی۔ احمد رازکانی کے تلامذہ میں داخل ہوئے۔ پھر نیشاپور میں تشریف لیگئے اور امام الحرمین ابی المعالی جوینی کی درسگاہ میں شریک ہوئے اور ایسی کوشش و سرگرمی سی تحصیل کی کہ بہت ہی کم مدت میں زمانہ طالبعلمی کو رخصت کیا اور اُس زمانہ کے مشہور اساتذہ میں شمار کیے گئے۔ ابو علی فارمدیؒ کے مرید ہوئے۔ گروہ شافعیہ میں اُس زمانہ میں اونکا

کوئی مثل نہ تھا جب نیشاپور سے عسکر میں تشریف لیگئے۔ وزیر نظام الملک نے نہایت تعظیم و تکریم
کی اور مدرسہ نظامیہ میں اعلیٰ درجہ کا مدرّس کر دیا۔ اہل عراق انکے فضل و کمال اور حیرت انگیز تعلیم سے نہایت
ہی متعجب تھے اور سبکے دلونمیں علامہ غزالی کی وقعت اعلےٰ درجہ کے خلوص کیساتھ پیدا ہو گئی تھی کہ دفعتہً
علامہ ممدوح حج کو چلے گئے اور تمام اشغال ترک کرکے زہد و تقویٰ اختیار کیا جب حج سے فارغ ہو کر شام میں آئے
تو ایک مدت تک دمشق کی جامع مسجد میں درس و تدریس کرتے رہے جب وہاں سے بھی جی گھبرایا تو بیت المقدس کا
راستہ لیا اور وہاں کی مقامات اور مواضع معظمہ کی زیارتیں کرتے رہے پھر ایک مدت تک اسکندریہ میں قیام کر کے
طوس کیجانب معاودت فرمائی اور تصنیف کتب مفیدہ میں مشغول ہوئے اور اکثر کتب علم اخلاق وغیرہ تصنیف فرمائیں
زیادہ تر مشہور ان کتابونمیں احیاء علوم الدین اور کتاب الوسیط والبسیط ہے اور المنحول والمنتحل علم جدل میں
ہے اور تہافتہ الفلاسفتہ اور فلک النظر اور معیار العلم اور المقصد الاسنیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ وغیرہ ہیں اور اپنے
وطن طوس میں ایک خانقاہ صوفیاء اور مدرسہ تعمیر کرایا اور اپنے اوقات عزیز کو وظیفہ وظائف و ختم قرآن و درس و
تدریس پر تقسیم کر دیا غرضکہ اسی مشغلہ میں چودھویں جمادی الآخری ۵۰۵ھ ہجری یوم دوشنبہ کو واصل الی اللہ
ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط قاضی عیّاس اور ابن رشید وغیرہ نے علامہ غزالی کی تکفیر کا
فتویٰ لکھا اور کتاب احیاء العلوم کو جلوا دیا تھا۔ لیکن پھر لوگ آپکے معتقد ہوئے اور احیاء العلوم کو سونے
کے پانی سے لکھا۔ جب امام حجۃ الاسلام کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپنے قاضی عیاض کے حق میں بددعا کی
جس کے اثر سے قاضی ممدوح یکایک حمام میں مر گئے امام یافعی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی مناقب
کتاب ارشاد میں لکھتے ہیں بہت سے اولیاء اللہ نے آپکے لیے ولایت عظمیٰ و مقام عالی و خلافت کی شہادتیں دی ہیں پس
حاسدین کا برا کہنا قابل التفات نہیں ہے جو شخص آپکی خوبیوں سے واقف نہیں وہ اندھا ہے۔ غزالی بہ تشدید
زائے معجمہ غزال کیطرف منسوب ہے کیونکہ اہل جرجان و خوارزم کا محاورہ ہے کہ یائے نسبتی کے حرف ما قبل کو مشدد
کر دیا کرتے ہیں اور بتخفیف زائے معجمہ بھی روایت ہے منسوب بغزالہ کیونکہ غزالہ ایک قریہ ہے طوس کا منجملہ
اور قریوں کے لیکن یہ قول مشہور نہیں ہے تاہم سمعانی نے کتاب الانساب میں اسی طور پر نقل کیا ہے اور قاضی
ابن خلکان نے غزالی کے ترجمہ میں یہی لکھا ہے۔ اور مولوی محمد غیاث الدین رامپوری بحوالہ لب اللباب
جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ غزالی بفتح اول و تخفیف ثانی منسوب بغزالہ کہ قریہ ایست از مضافات طوس معلد

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعضی گویند کہ غزالی بہ تشدید زائے معجمہ منسوب بغزال
کہ ریسمان فروش باشد چوں باریسمان فروشی ایشان را دوستی کمال بود لہذا بایں نسبت شد باید دانست
کہ ایں نسبت محض خطا است۔ غزالی کو ملا عصام نے شرح قصیدہ بردہ میں بہ تخفیف زائے معجمہ اور
مولوی عبد الغفور نے حاشیہ نفحات الانس میں بہ تشدید لکھا ہے اور قول آخر صحیح معلوم ہوتا ہے
چنانچہ عبد الباسط بیلقانی نے حواشی قاموس میں تصریح کر دی ہے اور ابن خلکان نے بھی بہ تشدید
تحقیق کیا ہے۔ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں ابن کثیر سے غزالی بہ تشدید زا نقل کیا ہے۔ نووی نے
تبیان میں غزالی سے نقل کی ہے کہ علامہ غزالی نے تشدید زا سے انکار کیا ہے اور کہا کہ میں تخفیف
زا منسوب بغزالہ ہوں جو کہ طوس کی قریوں میں سے ایک قریہ ہے اور مصباح میں لکھا ہے کہ بعض
نے علامہ غزالی کی اولاد میں سے کہا کہ تشدید کے ساتھ ہمارے دادا کو منسوب کرنا غلط ہے لیکن
ابن کثیر نے برخلاف اس کے ایک اور روایت کی ہے کہ علامہ غزالی غزالہ بنت کعب الاحبار
کی طرف منسوب ہیں اور سبکی نے طبقات میں نقل کیا ہے کان والدہ یغزل الصوف ویبیعہ
بدکان الطوس اور شہاب الدین احمد الخفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں علامہ
غزالی کا ترجمہ (سوانح عمری) میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی سے تصنیفات جلیلہ ظہور میں آئیں اور فقہ
شافعی کے مطیع تھے۔ ابن تیمیہ حرانی لکھتے ہیں کہ امام غزالی کو حدیث سے بہت کم سرمایہ ملا اور اسی
وجہ سے ان کی کتابوں میں موضوعات بہت ہیں اور اکثر مقولات فلاسفہ زیادہ ہیں۔ ابوبکر
بن عربی باوجود اس بات کے کہ علامہ ممدوح سے انکو بے انتہا عقیدت تھی اور بڑی عظمت کی
ساتھ ان کو مانتے تھے۔ تاہم انکا بھی یہی قول تھا کہ ہمارے شیخ معظم فلاسفہ میں ایسے گھس گئے
کہ پھر ہر چند چاہا کہ اس سے نکلیں لیکن قادر نہ ہوئے۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ امام ابو حامد غزالی
کو میں نے طواف میں دیکھا کہ ایک گدڑی پہنے تھے میں نے کہا کہ آپ کے پاس سوائے اس لباس
کے اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔ حالانکہ آپ امام وقت اور پیشوائے عامہ خلائق ہیں لوگ آپ کی
اقتدا کرتے ہیں اور آپ کے فیضان منور سے استفادہ حاصل کرتے ہیں اور علم معرفت سیکھتے ہیں
آپ نے اس کے جواب میں چند ابیات پڑھے۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کا گمان غلط ہے

کہ وہ بالکل فلسفی تھے اور اصول فلاسفہ کے پابند تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب انکے اقوال دیکھے جاتے
ہیں تو کبھی کوئی یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا ہی کہ وہ تباع خرافات فلسفہ کرتے تھے بعض نے مشایخ کبار سے خواب میں
دیکھا کہ علامہ غزالی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بعض حاسدوں وطاعنوں کا شکوہ کر
رہے ہیں جس شخص کی آنحضرت سے شکایت کی تھی حضرت صلعم نے اسکو ضرب تازیانہ کا حکم دیا چنانچہ
صبح کو دیکھا گیا تو اس شخص پر ضرب تازیانہ کے نشان موجود تھے ابن حجر فرماتے ہیں کہ انکی تصنیفات میں کثیر
عبارتیں بڑھائی گئی ہیں اور ابن سبکی کہتے ہیں کہ علامہ ممدوح کو وہی لوگ برا کہتے ہیں جو کہ زندیق اور
حاسد ہیں شیخ کمال الدین دمیری حیواۃ الحیوان الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے
یہ حکایت نقل کی ہی وہ بہت معتبر اور مستند ذریعہ ہے یعنی شیخ عارف باللہ ابو الحسن شاذلی نے
مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا کہ وہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے فخر کیا تھا
کہتے تھے (امام غزالی کی طرف اشارہ کرکے) کہ آیا تمنے کوئی ایسا متبحر اپنی امت میں دیکھا ہی حضرت
موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام نے جواب دیا کہ نہیں۔ اور شیخ عارف استاد رکن الشریعت والحقیقت ابو العباس
المرسی امام علامہ غزالی کے تذکرہ کے موقع پر فرماتے ہیں کہ صدیقیت عظمیٰ کا مرتبہ غزالی کو حاصل تھا
اور شیخ جمال الدین اسنوی نے مہمات میں امام غزالی کا تذکرہ نہایت خوب لکھا ہے کہ امام غزالی اپنے
زمانہ کا قطب ہی اور اسکا وجود باجود ایسا بابرکت ہی کہ جسکی برکتیں شامل حال ہر وجود کی ہیں اور انکا وجود
گویا خلاصہ روح ہی ہر ایمان اور ہر اس راستہ کا جو مستقیم موصل الی اللہ ہی اور ان بزرگ سے کوئی بغض نہیں
رکھتا ہی مگر وہی شخص جو کہ زندیق اور ملحد ہی اور امام صاحب اپنے زمانہ میں وحید العصر تھے جیسے اس کتاب کے
باب میں اپنے نام کے منفرد ہیں۔ علامہ غزالی جیسا کہ اپنے کمال علم میں یکتائے دہر ہیں ویسے ہی اس علامہ کی
تصنیفات بھی اپنا نظیر نہیں رکھتیں خصوصاً احیاء العلوم جسکے دیکھنے سے اہل علم سیر نہیں ہوتا اور طالبان
اخروی کو اسکے دیکھنے سے بے انتہا مذاق پیدا ہوتا ہی۔ ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں لکھا ہی کہ احیاء
پہلے مغرب میں پہنچی بعض علماء مغاربہ نے بعض امور سے انکار کیا اور رد علی الاحیاء لکھا۔ انھیں سے بعض نے
خواب میں دیکھا۔ کہ جس سے شیخ کی کرامت اور صدق نیت ظاہر ہوتی ہے اور علامہ غزالی کیطرف سے جو کچھ
انکے دل میں اعتقادی تھی اس سے توبہ کی۔ ابن سبکی نقل کرتے ہیں کہ ابن حازم اپنے دوستوں کے جلسہ میں ایک

کتاب لیئے ہوئے آئے اور کہا کہ تم جانتے ہو میرے ہاتھ میں کونسی کتاب ہے؟ یہ کتاب احیاء العلوم ہے حالانکہ
شیخ ابن حازم اقوال علامہ غزالی پر طعن کیا کرتا اور اس کتاب سے اسکو شدید انکار تھا شیخ نے اپنا جسم کھولکر
انکو دکھایا جسپر ضرب تازیانہ کے نشان تھے اور کہا کہ غزالی میرے خواب میں آیا اور مجکو حضرت کے پاس لے گیا اور عرض
کی کہ اے رسول مقبولؐ یہ شخص ہے جو زعم میں کہتا ہے کہ میں تمہاری کتاب کی رد کرونگا آنحضرت نے حکم تازیانہ کا فرمایا اور
مجھپر تازیانے پڑنے لگے اور ایسا ہی مناوی نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ ابو الفرج ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں نے احیاء العلوم
کے اغلاط ایک کتاب کیصورت میں جمع کیئے ہیں اور اس کتاب کا نام اعلام احیا باغلاط الاحیاء رکھا ہے اور کتاب
تلبیس ابلیس میں بھی بعض مقامات میں احیاء کیطرف اشارہ کیا ہے ابو المظفر امام غزالی کے نواسے نے اسکا جواب
یوں دیا ہے کہ یہ کتاب صوفیہ کرام کے طریقہ پر ہے اصول فقہ کی اسمیں ایسی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ اسلیئے جن احادیث
کی صحت مستند نہیں پہنچی اس سے انکار کیا ہے۔ ابو الخیر کہتے ہیں کہ ان احادیث سے انکار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ان
احادیث کا لانا ترغیب و ترہیب کے واسطے ہے حافظ زین الدین عراقی نے تخریج احادیث میں دو کتابیں لکھی ہیں ایک کبیر
دوسری صغیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک مجلد میں استدراک مافات عراقی کی اور اسی طرح پر تخریج احیاء
زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی نے لکھی اور اسکا نام تحفۃ الاحیاء رکھا ہے سید ابی الفیض محمد المرتضٰے الحسینی
الواسطی بلگرامی ثم الزبیدی ثم المصری کتاب اتحاف السادات المتقین بشرح اسرار احیاء علوم الدین میں بحوالہ
تاریخ بغداد امام ابو ابراہیم فتح بن علی بن فتح البنداری الاصفہانی کہتے ہیں کہ غزالی ایسا شخص فصیح و بلیغ اور ذکی
الطباع میری آنکھوں نے نہیں دیکھا جب فخر الملک وزیر ہوا اور علامہ غزالی کے کمال کی شہرت عامہ کو سنا فوراً
درخواست کی کہ آپ مدرسہ نظامیہ کی تعلیم فرمائیں اگرچہ اس تقرری سے علامہ غزالی کی ایک خصوصیت اور
عظمت کیساتھ شہرت ہوگئی لیکن ساتھ ہی اسکے شیخ کے مخالفین بھی اسی قدر زیادہ ہوگئے تاہم غزالی
نے انکی مخالفت سے کوئی اثر نہیں لیا اور نہ انکے جواب کیطرف بھی متوجہ ہوئے نیشاپور چھوڑنیکے بعد بقول
سمعانی علامہ غزالی نے تدریس علم حدیث شروع کی اور مراقبہ و مجالست میں اپنی عمر ختم کردی ابو الفتیان
عمر بن ابی الحسن سے بھی حدیث کی سند طوس میں لی اور انکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور انکی صحبت مغتنم سمجھ کر صحیح بخاری
ان سے سنی لیکن ایسا گمان نہیں ہوتا ہے کہ حدیث میں علامہ سے کسی نے روایت کی ہے یا نہیں اگر کسی نے حدیث
میں روایت کی تو وہ بہت کم ہے اور بہت ہی کم لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے جو بالکل مشہور

نہیں۔ جن لوگوں نے امام غزالی کی نسبت فلسفہ کا الزام رکھا ہے۔ گو وہ کسی حد تک صحیح ہو لیکن آخر وقت میں تمام علوم ترک کر دیئے تھے اور صرف حدیث پر دارو مدار رہ گیا تھا حتیٰ کہ ملّا علی قاری روایت کرتے ہیں کہ جب امام غزالی کا وصال ہوا تو سینہ مبارک پر صحیح بخاری کی جلد تھی شاہ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی اپنی کتاب مرج البحرین میں لکھتے ہیں کہ امام غزالی اوائل عمر میں فقہائے متکلمین کے طریقہ پر تھے لیکن آخر عمر میں پکّے صوفی اور موحّد بن گئے اور اُس گروہ میں بھی محقّقین اور مشہور علماء میں شمار کیئے جانے لگے اور امام حجۃ الاسلام کے لقب سے ملقّب ہوئے علم تصوّف میں اکثر کتابیں تصنیف فرمائیں بعض ارباب کشف نے صحبت معنوی میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم سے امام غزالی کی نسبت دریافت کیا آپ نے فرمایا ذٰلِكَ رَجُلٌ وَصَلَ اِلَى الْمَقْصُوْدِ یعنی امام غزالی ایسے شخص ہیں جو مقصود سے مِل گئے بعضوں نے وصل المقصود اور وصل الے المقصود میں فرق کیا ہے یعنی الے دلالت کرتا ہے اِنتہائے غایت کے لیئے تو یہ نسبت وصل المقصود کے الی المقصود میں غایت درجہ کا وصل ہے اور اسی معنی کو قول امام یافعی کا مؤید ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ امام غزالی اولیائے کرام میں صدیقیت کا مرتبہ رکھتے تھے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی حاجت بارگاہِ الٰھی میں ہو اُسے چاہئے کہ امام غزالی سے وسیلہ پکڑے۔ شیخ فقیہ امام عارف باللہ سے روایت ہے کہ امام غزالی ایسے رفیع المقام تھے کہ کہ ایک روز آفتاب کو حکم دیا کہ ٹھہر جا آفتاب ٹھہر گیا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ فقط

تمّت بالخیر

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰے عَلٰے سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اٰمِيْنَ

يَا رَبِّ اَرْحَمْنِیْ اٰمِيْن

راقم احقر بندہ خاکسار محمد اکبر عفی عنہ (کوٹلی مولوی)

صدقۂ جاریہ

پتہ:- چوک فرید مسجد حاجی
شیخ بڈھا صاحب مرحوم -
مولوی نور احمد صاحب

صدقۂ جاریہ کی جو فضیلت ہے وہ محتاج نہیں بزرگان دین نے اسکی کئی قسمیں تحریر فرمائی ہیں
چاہ مسجد سرائے پل وغیرہ وغیرہ منجملہ ان کے کتب دینی کا شائع کرکے وقف کرنا ہے - اسمیں کلام
نہیں کہ جو دائمی فائدہ کتاب کی اشاعت سے ہوتا ہے - دوسرے کسی طریق سے کم ہوتا ہے
اگر ایک اچھی دینی کتاب کی اشاعت کی جاوے خواہ وہ مذہبی مسائل کے متعلق ہو یا اخلاقی
نصائح پر مبنی ہو اسکا فائدہ پشت در پشت اسی اشاعت کی بدولت پہنچتا رہتا ہے - بزرگان
سلف کی نایاب تصانیف صدہا سال کے بعد اب تک اپنے فیوضات سے مشتاقان علم کو
بہرہ ور کرتی ہیں - لیکن جس وقت یہ نادر تصانیف بدخط اور غلط چھپی ہوئی نظر سے گذرتی
ہیں تو دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے - اس نقص کو دور کرنے کے لئے **انجمن نعمانیہ امرتسر**
نے یہ تجویز کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسی نایاب کتابیں صحیح کر کے عمدہ خط کے ساتھ
صفائی سے طبع کرائی جاویں یا بڑی بڑی ضخیم کتابوں سے مختصر حصے انتخاب کر کے طبع کرائے
جائیں تاکہ عوام تک بآسانی پہنچ سکیں اور صفائی و خوشخطی کو دیکھکر ہر ایک کا دل انکے
پڑھنے کو چاہے - چنانچہ اسی غرض سے نمبر (۱) **رسالہ نصائح** حضرت امام محمد غزالی قدس
سرہٗ طبع کر دیا گیا ہے - اور نمبر (۲) **رسالہ امر و نہی** اور طبع ہو چکا ہے - جو قیمت ان کی
مقرر کی گئی ہے وہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں ہوگی - بلکہ اسی فنڈ سے دوسری کتب طبع
کرائی جائیں گی اور اسی طرح یہ سلسلہ تادیر قائم رہیگا - مشتاقان علم دین و طالبان حق کی خدمت
میں التماس ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایسی کتابوں کو خرید فرما کر خود مستفیض ہوں اور اس کار
خیر میں حصہ لیکر انجمن کی بھی حوصلہ افزائی فرمائیں +

المشتھر

میر حبیب اللہ آنریری مجسٹریٹ امرتسر